تلاشِ عکس

از

عامر ثقلین

فہرست

- تلاش عکس
- ہر تمنا سے ہے پیارا
چہرہ میری جان کا
- وہ معصوم سی ہے ادا
پیاری پیاری
- میسر
- میسر
- میسر
- ڈاکٹر نمرہ صاحبہ
- ڈاکٹر نمرہ صاحبہ
- می حا
- عفرا عمر
- اے ارم
- الشبہ خان
- لائبہ
- میم سائرہ ،شکریہ
- میری ہم جماعت
- مری جان من تو
- اے پریتم
- فرح علوی
- فرح علوی
- لیلیٰ
- خواہش فیروزہ
- اے پیکر حسن
- کسی کو غم سنایا کیوں
کریں ہم
- فرشتے چرخ کے اس
کو اتر کے دیکھتے ہیں
- ایسا کوئی لمحہ ہوتا جس
میں تنہا ہوتے ہم

- وہ رستے ہمارے جدا سوچتے ہیں
- پیغام کی خاطر ہوا گویا مرے آگے
- دل ، دل ہی میں اکثر یہاں روتا مرے آگے
- ہے یہی میری دعا مجھ سے کبھی ہوں آشنا
- وہ اٹھ کہ کبھی صبح کو ورزش نہیں کرتا
- اب تک نہیں بدلی نہیں بدلی نہیں دنیا
- کنول کی زیارت کبھی تو کریں گے
- جسے دیکھ کر سب کو ہوتی ہے چاہت
- نہ قاتل ہم نہ مجرم ہیں سزا پھر کیوں وہ دیتے ہیں
- کسی کو نہیں سر کھجانے کی فرصت
- اس قدر کیوں بے خبر ہستی سے اپنی ہوچکا ہے
- تیری چاہت بنتے بنتے خود کو راحت کیا ملی
- وہ جس کا عکس آیا ہے قمر میں
- بد سے بدتر سامنے نیلم پری کا ہے عذاب
- کیسے آئے گی جہاں میں نور کی وہ روشنی
- میں دیکھ کسی غیر کو بھی اف نہیں کرتا
- تری زلف سے کبھی کھیلنا ، تجھے روز روز وہ دیکھنا

- زندگی ہے مختصر
- یہ حروف ساری زبان کے، کریں حمد تیری ہیں ذات کی
- افواج کے سالار کا رستہ نہیں کوئی
- ہے علم قیامت کی حقیقت یہاں کچھ اور
- کسی میں نہ باقی ہے غیرت یہاں پر
- متحد ہم میں ہے کوئی، تونے سوچا ہے کبھی
- رکھ کر تو درمیان سے کافر کو چیر دے
- میری جانم تیری نظریں سب سے پیاری لگتی ہیں
- اس حقیقت سے گزر کر سب سے برتر کون

- چھین لیتے ہیں وہ پردہ ظلم دہشت سے یہاں
- لاش بن کر جو گھومتا اس جہاں میں چار سو
- جو بھی چاہا اس نے اب تک اس کی اپنی مرضی ہے
- آج تو روشن بنادو اپنے رخ سے شام کو
- کہہ دو یہ ان کی زلفوں سے
- مراد پاکر ہی ہر کوئی لوٹا
- اگر آپ سے دل یہ چاہت نہ کرتا
- اذان و اقامت سجود و دعا میں

- وہ زلفوں کے پردے سے پیچھے سے نظروں
- مرے دل نے سارا تھا درد دل
- ایک دن میں کام کرتا ہوں میں گھنٹے بارہ جی
- تلاش عکس
- حسن فطرت
- خواب سراب پر جواب
- قبائل
- آلودگی
- درخواست
- مرے سامنے اک کھڑی وہ پری تھی
- سیاسی فقدان
- حصولِ علم ریاضی
- آرٹیفیشل انٹیلیجنس

- شاعر مشرق
- صورت حال
- اخبارات
- افرنگی طرز عمل
- سیکولر عالم
- اٹامک انرجی
- نارسائی
- دعا
- یارب
- سہولت
- کاذب
- گفتگو
- شیشہ گری
- خود غرض ، معترض
- صحرا اور سیاحت

- عید پر
- اسے بھول جا
- تمھیں
- سائرہ عثمان
- قائد اعظم

- ابھی تو میں جوان ہوں
- ہم جماعت
- تضمین
- حصولِ چمن
- ابلیس
- نعت
- یاد کیوں ہے!

تلاشِ عکس

ہوں مذہب میں ہندو کرسچن یا مسلم
یا سورج کو اپنا بناتا خدا ہوں
ہوں پتھر کی مورت کے آگے کبھی جھکتا
شجر چاند پودے کبھی پوجتا ہوں
"گرو" کی یہ باتیں ہیں لگتی بھلی سی
خیالوں سے گوتم کے بھی آشنا ہوں
کبھی جل پری کو پکاروں میں دیوی
ہاں آتش پرستی کو بھی جانتا ہوں
حسیں صورتوں کی غلامی ہوں کرتا
کبھی مورتوں سے دعا مانگتا ہوں
کبھی پیر ، راہب کو دولت ہوں دیتا
اشارے پہ ان کے کبھی ناچتا ہوں
ہے تعویذ دھاگوں کو ہاتھوں میں باندھا
تو خنجر سے اپنا بدن نوچتا ہوں
تجھے راضی کرنے کو نکلا ہوں گھر سے
نہیں تیرا منکر یہی سوچتا ہوں
ترا عکس مجھ کو اگر آج ملتا
تو عالم میں آ کر نہ گمراہ ہوتا

11 فروری 2026ء

غزل

ہر تمنا سے ہے پیارا چہرہ میری جان کا
کھلتے پھولوں سا نظارہ اس کی ہے مسکان کا

حسن اس کا باپ وفا ہے با مروت با حیا
جس کے ماتھے پر نہ آیا بل کبھی شیطان کا

آپ کی یادیں سجانا دل میں بھی شام و سحر
اس سے بڑھ کر پیار کرنا جتنا ہو انسان کا

میں بھی تم سے ملنے آؤں چاندنی راتیں ہوں جب
کیا بھروسا زندگی کا ٹھہرے یاں مہمان کا

مجھ سے عامر پیار تیرا با وفا ہے یا نہیں
ہاں مگر میرا یہ دل ہے تیری ہی پہچان کا

غزل

وہ معصوم سی ہے ادا پیاری پیاری
جو ہے تیرے دل میں حیا پیاری پیاری

سب اپنی وہ باتیں اے جان تمنا
مجھے تو دوبارہ سنا پیاری پیاری

نظر آیا جس دن سے چہرہ تمھارا
لگی ہونے تم سے وفا پیاری پیاری

ہیں نازک حسیں ہاتھ جو تیرے دلبر
تو اب ان پہ مہندی سجا پیاری پیاری

تری یاد آتی ہی رہتی ہے اکثر
کبھی تو کبھی ملنے تو آ پیاری پیاری

نہ ہو جائیں تنہا ہم اک دوسرے بن
ہیں کرتے یہ مل کر دعا پیاری پیاری

ہیں تنہا چلو آج ہم مل کے عامر
ہیں لاتے لبوں پر ثناء پیاری پیاری

میسر

میں حنا سے اپنے ہاتھوں کو سجائے منتظر ہوں
میں گلابی پھول جیسے لب بنائے منتظر ہوں!
میں سراپا خوشبو بن کر چار سو پھیلی ہوئی ہوں
اور معطر بن کے دلہن سر جھکائے منتظر ہوں!
شب کے جیسی کالی زلفیں اور ملائم سب سے بڑھ کر!
تیری رہ میں اپنی پلکیں بھی بچھائے منتظر ہوں!
میری نظریں ہیں نشیلی چاند جن کو دیکھتا ہے
ان میں یادیں تیرے چہرے کی سمائے منتظر ہوں!
میرے دل کا تم جنوں ہو میرے دل کا تم سکوں ہو
اس سکوں کو اس جنوں کو اب بڑھائے منتظر ہوں!
سرخ کپڑے بھی ہیں پہنے چوڑیاں بھی میرے دلبر
سارے پردے اپنے چہرے سے ہٹائے منتظر ہوں!
کب میسر ہو گے تم! نخرے دکھانے ہیں تمھیں تو!
عید پر بھی اشک دامن میں چھپائے منتظر ہوں!

03 مئی 2023ء

میسر

تیرے دل کے ان لبوں سے گنگنائے منتظر ہوں
آرزو تھی بن کہ حسرت اک دعائے منتظر ہوں

میرا چہرہ چاند جیسا راہ تیری دیکھتا ہے
اپنے ماتھے پر میں بندی بھی لگائے منتظر ہوں

شب کو تارے جگنو بن کر ٹمٹماتے سامنے ہیں
اپنے گھر کو ان چراغوں سے سجائے منتظر ہوں

حسن میرے سے متاثر ہیں چمن کی تتلیاں بھی
ننھے ننھے ان کھلونوں کو بٹھائے منتظر ہوں

اس پری کی داستانیں لوگ سب کو ہیں سناتے
داستانوں کے بہانے بھی بلائے منتظر ہوں

آنکھ لگتی ہے کبھی تو دل نا لگتا ہے تبھی، میں
دل کو تنہائی میں تنہا آزمائے منتظر ہوں

کب میسر ہو گے تم ؟ مجھ کو بتاتے بھی نہیں ہو
خود کو دلہن خوبصورت بھی بنائے منتظر ہوں

میسر

اے پیاری سی دلہن نہ شرماؤ اتنا
نگاہوں کو اپنی جھکاؤ نہ اتنا

ترا حسن پھولوں کے دل سے زیادہ
ترا قرب پائیں ہیں کرتے ارادہ

گلابی رسیلے لبوں کو تو دیکھو
تڑپتے گلوں سے تو ان کو ملاؤ

تو پھولوں کی دلہن تو خوشبو کی رانی
چمن کی بہاروں کی نازک جوانی

میسر جو آؤ تو دل سے لگاؤں
سجاؤں چراغوں کو عیدیں مناؤں

چاند رات 2025ء

ڈاکٹر نمرہ صاحبہ

کوئی دیکھے جلوہ تری سادگی کا
تبسم سے چاہت کی جادوگری کا
لبوں پر نزاکت تو دل میں محبت
کوئی بھی دکھاوا نہ شیشہ گری کا
تری شیخ سعدی سے بہتر ہیں باتیں
حقیقت میں ظاہر تو ہے فارسی کا
تو جب سرخ کپڑوں میں ملبوس ہوتا
ترا عکس لگتا ہے کامل ولی کا
بھری ہے لبا لب نگاہوں میں احمر
مگر ایک پیکر تو ہے عاجزی کا
کبھی یاد آئے تو دل مسکرائے
وہ لمحہ حقیقت میں ہے تو خوشی کا
تو چاہت محبت تو زینت تو راحت
تو دل میں ہے پردہ چھپا دل لگی کا
تو سب سے انوکھی ہے پیاری ہے نمرہ
جو کامل نمونہ ہو کاریگری کا
جہاں خوشبو محسوس ہوتی فضا میں
وہ احساس تیری ہے موجودگی کا
اے نمرہ تو عامر سے ملنے نہ آئی
ہوا وقت دل کی یہاں خامشی کا

25 دسمبر 2025ء

ڈاکٹر نمرہ صاحبہ

عالم کی یہ موجیں تری نکہت کا ترنم
غنچوں میں کھلے پھول تری جلوہ گری سے
درشن کرے ابروئے کشیدہ ، خمِ ابرو
ابروئے فلک خوش ہے تری خندہ زنی سے
از خود نہیں آتی یاں بہاروں میں جوانی
پنہاں کہیں ہے راز تری میٹھی ہنسی سے
وہ حسن کہ خواہش کرے چشمِ مہ طلعت
سوداگری میں بڑھ رہا جو شیشہ گری سے
دشنام طرازی رہے دشمن کو مبارک
جلتا رہے جو ایسے ترے حسن ولی سے
ہے گردنِ مینا میں لبالب مئے احمر
کاریگری کے ذوق میں تصویر کشی سے
زلفیں تری ناگن ہیں تو ساحر ترے نینا
مسحور ہے نیلم پری بھی جادو گری سے
حسنِ مہ طلعت کو ملے شبنمی قطرے
شیریں لبوں کی ہائے اسی بوسہ زنی سے
لعلِ رواں میں حسنِ گلو سوز کی دیوی
جو چاہے تو گرویدہ کرے گل بدنی سے
پیہم جواں مردی سے ملے ذوقِ تجلی
محبوبِ مجازی ہو یا محبوبِ حقیقی
عامر وہی الفت میں ہے اک پرورِ کامل
جو روح و بدن ہو جدا تو موت یقینی

28 ستمبر 2025ء

می حا

ذرا تم تبسم تو دیکھو پری کا
ہمیں وہ اشارہ کرے دوستی کا
رسیلے لبوں پر گلابی ہے سرخی
یہ جانم طریقہ نہیں عاجزی کا
تو پریوں کے جھرمٹ میں سب سے انوکھی
تو باطن تو ظاہر حسیں شاعری کا
ستارے تو تیری نگاہیں ہیں جانم
ذریعہ جو دنیا کی ہیں روشنی کا
ترا حسن واجب کرے سب پہ سجدہ
جو پائے ہے جلوہ یہاں بے خودی کا
تو شبنم ہے پھولوں کی جس کو وہ چومیں
نزاکت میں باعث تو دیوانگی کا
یہاں روح پرواز کرنے لگی ہے
ہوا وقت دل کی یہاں خامشی کا
تو بلقیس لیلیٰ سے ہے خوبصورت
حسیں ایک لمحہ تو ہے زندگی کا
اے می حا نہ شرما کے پلکیں جھکاؤ
کہیں ٹوٹ جائے نہ دل جنتی کا
اے می حا تو عامر سے ملنے نہ آئی
نہ موقع دیا ہے کوئی حاضری کا

25 دسمبر 2025ء

عفرا عمر

آپ کے چہرے کی رونق سے ہی چاہت عام ہے
تو ہے لیلیٰ پیاری پیاری تو خوشی کا جام ہے

لب گلابی میٹھی باتیں بولتے جب پیار سے
دل سے دلبر دل ہے سنتا ہر ترا پیغام ہے

تیری زلفیں کالی کالی تیری پلکیں بھی سیاہ
چاند ان کو دیکھتا ہے جب بھی ہوتی شام ہے

پھول شبنم نرم کلیاں چاہتی ہیں پاس آ
دید تیرے حسن کی اب کرنا ان کا کام ہے

مسکراتے تیرے لب ہیں دل لبھاتے تیرے لب
تو پری وہ حسن کی ہے جو کہ نیلی فام ہے

دل ہے چاہے بوسہ لے لوں جب بھی دیکھوں سامنے
اتنا پیارا مجھ کو لگتا عفرا تیرا نام ہے

اے ارم!

ہے فلک سے چاند اترا چاندنی کے ساتھ ساتھ
جو خوشی ہر دل میں لایا روشنی کے ساتھ ساتھ

پیار تیرا پھول کی خوشبو بنا، پھر پھیل کر
دھڑکنوں میں دل کی اترا خامشی کے ساتھ ساتھ

تیری یادیں ساتھ ہوتیں سارے سجدوں میں یہاں
دل ہے تیرا ذکر کرتا بندگی کے ساتھ ساتھ

چاہتوں کی ساری موجیں دل سے ٹکراتی ہوئی
تیری جانب آنا چاہیں دوستی کے ساتھ ساتھ

تو سراپا حسن پیکر ، حسن جانم، اے ارم!
بڑھ رہا ہے حسن تیرا زندگی کے ساتھ ساتھ

08 فروری 2026ء

الشبہ خان!

ایک لڑکی خوبصورت جو کہ میری جان ہے
ہر ادا سے جو کرے نیلم پری، حیران ہے

تتلیوں کے جیسا چلنا ، گھومنا پھر باغ میں
جس کی ساری مستیوں کی خاص اک پہچان ہے

جس کا نخرہ سب سے بڑھ کر، ساتھ میں فیشن کرے
ہر گھڑی جو تازہ رکھتی منہ میں اپنے پان ہے

ہاں لگاتی وہ نگاہوں میں ہے کاجل دلربا
ساتھ میں چہرے پہ رکھتی ہلکی سی مسکان ہے

جو بھی اس کو دیکھتا ہے ،وہ یہی ہے سوچتا
آسماں سے حور آئی ، بن کہ اک انسان ہے

ہاں سراپا حسن میں لگتی مجھے ہے چاندنی
خوبصورت نام جس کا وہ الشبہ خان ہے

لائبہ!

اس پہ لکھتا ہیر جیسی خوبصورت اک کتاب
جس کے چہرے پر ہے ہوتا خوبصورت اک حجاب

حسن اس کا موج مستی ان بہاروں سے کرے
جس کی آنکھوں میں نشیلی ہر دم رہتی ہے شراب

جو فضاؤں میں ہے لاتی ایک دم سے تازگی
جس کے ماتھے پر انوکھا آتا رہتا ہے عتاب

جو ہے رہتی گھومتی اور پھول سارے چومتی
دیکھنے سے اس کو ملتا پارسا کو بھی ثواب

جس پہ ساغر اور کبھی ساحر تھا لکھتا شاعری
کچھ ہیں اس کو چاند کہتے کچھ ہیں لکھتے اک گلاب

محفلوں میں رونقیں تم سے ہیں رہتیں لائبہ
ساتھ ملتا تن بدن کو اک سکوں ہے بے حساب

10 فروری 2026ء

میم سائرہ، شکریہ!

نظم ساری لکھ رہا ہوں عزت و تکریم میں
ہم نے سیکھا اس جہاں کو آپ سے تعلیم میں

آپ نے جوڑے جماعت کے ہیں رشتے باہمی
دل میں عزت آپ کی رہتی ہمیشہ دائمی

آپ ہم کو ہیں سکھاتی رہنے کا جو قاعدہ
اس میں ہوتی بہتری اور ساتھ میں ہے فائدہ

آپ کے الفاظ سارے خوب صورت ، قیمتی
جن میں ہوتی حکمتیں اور ساتھ میں ہے بہتری

کس قدر طلبا ہاں سارے آپ کو ہیں چاہتے
آپ کے جو مرتبے کو ہیں بخوبی جانتے

رحمتیں اور برکتیں سب آپ پر ہوتی رہیں
نعمتیں اور عزتیں سب آپ کو ملتی رہیں

خوش خیال و خوش مزاج و خوش ادا اے سائرہ
ہم تو دل کی چاہتوں کے ساتھ کہتے، شکریہ!

26 جنوری 2026ء

میری ہم جماعت

بہت خوبصورت مری ہم جماعت
جو نظروں سے اپنی ہے کرتی شرارت

کبھی پاس آئے ، کبھی ساتھ بیٹھے
یوں کرتی وہ رہتی ہے مجھ سے قرابت

بدن کی ہے رنگت حسیں چاندنی سے
ہے کلیوں سے بڑھ کر لبوں کی نزاکت

وہ جب اپنے چہرے پہ گیسو سجائے
اسے دیکھ دل کی بدلتی ہے نیت

وہ رخسار پر اپنے انگلی ہے رکھتی
تو اس کی ادا سے ہے شرمائے فطرت

وہ جب میٹھی آواز سے نام لیتی
یوں لگتا وہ کرتی ہے مجھ سے محبت

مری جان من

بہت خوبصورت ، مری جان من تو
ہے تجھ سے محبت ، مری جان من تو

تری نرم آغوش مخمل سے بہتر
مجھے دیتی راحت ، مری جان من تو

جسے دیکھنے سے ہے بڑھتی خماری
بڑھے ہے حلاوت ، مری جان من تو

نہیں تجھ سے پیاری کبھی اس جہاں میں
کوئی دیکھی صورت، مری جان من تو

جو دیتی ہے مجھ کو ملائم لبوں کی
ہے ساری لطافت، مری جان من تو

جو کر کے دعائیں ہے دنیا میں پائی
وہ اک خاص نعمت، مری جان من تو

اے پریتم!

میں سمجھتی ہوں پیا کو اپنے من کا رام
خواب میں صورت کا جس کی ہوتا ہے الہام
بس پریتم کا ہی نکلے میرے من سے نام
طعنے دیتے لوگ مجھ کو ہوتی ہوں بدنام
یاد تجھ کو کرتے ہوتی صبح سے ہے شام
سارے گھر کے بھول جاتی ہوں پیا میں کام
ہے سجایا اپنے ماتھے پر پیا سندور
ہر ورق پر دل میں تیرا لکھتی ہوں بس نام
دید کی خاطر میں تیری پھرتی ہِندُوسْتان
چاہتی ہوں تیرے ہاتھوں سے ملے اک جام
اے پیا دامن مرا ہے گندگی سے پاک
لوگ جھوٹے ہیں لگائیں مجھ پہ بس الزام
ورد میں سانسوں میں تیرا کرتی ہوں اے دوست
ہندو مسلم کے نہ من میں رکھتی ہوں اوہام

فرح علوی

بہت خوبصورت وہ پیاری سی لڑکی
دکھائی جو دیتی ہمیں بھولی بھالی

حقائق کی ساری وہ کڑیوں کو چنتی
انھیں خوب لفظوں کو لڑیوں میں بنتی

جو ماحول کی کشمکش کو سمجھتی
مسائل وہ دنیا کے اب ہے سمجھتی

حقیقی وہ چہرہ ہے دنیا کا دیکھے
وہ پھر ان پہ پیارے فسانے ہے لکھتی

وہ لفظوں کی دنیا کی فاتح بنے گی
دلوں میں اجاگر جو اک سوچ کرتی

فرح علوی

ستاروں کی دنیا کی رانی کو دیکھا
خدا کی حسیں اک نشانی کو دیکھا
گلاب اس کا باطن شباب اس کا ظاہر
تھا خوشبو میں بڑھتی جوانی کو دیکھا
وہ اک شاعری تھی جو رومانوی تھی
محبت میں لکھی کہانی کو دیکھا
عروجِ محبت سے سرشار دلبر
کی احمر کے جیسی روانی کو دیکھا
بدن جو ہے پاکیزہ شبنم سے کرتی
لگا حور اک آسمانی کو دیکھا
وہ شرمیلی آنکھیں جھکائے ہوئے تھی
بدن پر وہ خوشبو لگائے ہوئے تھی
سلام اس کو چاہت کی موجیں ہیں دیتیں
وضو جو بدن کے ہیں پانی سے کرتیں

لیلیٰ

ہے پھولوں سے نازک لبوں پر جوانی
کہ ابرو پہ مستی تمھارے ہے لیلیٰ

نگاہیں ستاروں کے جیسے نگینے
انھی میں محبت کا ساغر ہے لیلیٰ

ہیں قوس و قزح سے حسیں تیری زلفیں
پری آسماں سے یا دیوی ہو لیلیٰ

معطّر پسینے کے قطرے بدن پر
گلوں کے وضو کا وسیلہ ہیں لیلیٰ

ترا حسن اخلاق سب سے انوکھا
ادائیں بھی پیاری نرالی ہیں لیلیٰ

زمیں آسماں کی ہے رونق تمھی سے
سراجاً منیرا کا جلوہ ہو لیلیٰ

13 ستمبر 2025ء

خواہشِ فیروزہ!

(اک وقت تھا!)

میں باغوں میں جاتی میں تھی گیت گاتی
کبھی سیر کو میں بھی جایا تھی کرتی
کبھی گھر میں مہمان آتے جو میرے
تبھی گھر کو اپنے سجایا تھی کرتی
میں بچپن میں گڑیا سے باتیں تھی کرتی
میں گڑیا کو دلہن بنایا تھی کرتی
نشیلی شرابی نگاہوں کے اوپر
حیا کی میں پلکیں گرایا تھی کرتی
کبھی شوخ چنچل ادائیں تھیں میری
نگاہوں میں کاجل لگایا تھی کرتی
کبھی سب سے بڑھ کر سراپا حسیں تھی
میں خوشبو بدن پر لگایا تھی کرتی
محل میں تھی اپنے میں ملکہ کے جیسی
سبھی ناز نخرے دکھایا تھی کرتی
کبھی پھول کلیوں سے باتیں تھی کرتی
کبھی میں بھی پریوں سے کھیلا تھی کرتی

10 اپریل 2023ء

اے پیکر حسن

کوئی نہ دیکھا ہے جناب جیسا
وہ جس کا چہرہ ہے گلاب جیسا
چہرے پہ تیرے حسن ہے ارم سا
یا پھول پر آئے شباب جیسا
دو نین تیرے ہیں آنیت سندر
تو چاند جیسا ماہتاب جیسا
یاں خوبصورت ہیں نظارے دیکھے
مدہوش تیرا حسن کرتا مجھ کو
ہے نور جیسا، لاجواب جیسا
کرتی ہیں زلفیں پیش ایسا منظر
ہو چاند آگے جو سحاب جیسا
تو بیش قیمت ہے عظیم نعمت
جو اک سنہری ہے کتاب جیسا
ہاتھوں سے چہرہ تھامنا وہ تیرا!
یہ کام کیسا ہے؟ ثواب جیسا!
تیرا وہ جلوہ ہے خمار جیسا
تو شوق میرا ہے شراب جیسا
انمول تھا اور پاس تھا تو میرے
اس وقت جیسا، بے حساب جیسا
تو اک فرشتہ بے نقاب لگتا
ہے زندگی کے حجاب جیسا

کسی کو غم سنایا کیوں کریں ہم
گلے سے اب لگایا کیوں کریں ہم
ملے لمحے جو تنہا ہیں ہمیشہ
بھلا ان کو بھلایا کیوں کریں ہم
کریں جو خط کے ٹکڑے یا ہمارے
انھیں اپنا بنایا کیوں کریں ہم
نہیں رشتہ کوئی وہ ہم سے رکھتے
فقط رشتے نبھایا کیوں کریں ہم
مریں تو خاک بن کر اڑ نہ جائیں
یہاں لاشیں جلایا کیوں کریں ہم
ہم اپنے کام میں مصروف رہتے
کوئی انساں ستایا کیوں کریں ہم
نہیں سنتے جو بت سنتے نہیں ہیں
دعا ان کو سنایا کیوں کریں ہم
نہیں سننے ہمیں لیلیٰ کے قصے
کہ دل اپنا رلایا کیوں کریں ہم
ہمارے پاس تو پہلے ہی غم ہیں
انھیں اور اب بڑھایا کیوں کریں ہم
نہیں محفل میں عامر آپ ہوتے
یہاں محفل سجایا کیوں کریں ہم

29 نومبر 2025ء

فرشتے چرخ کے اس کو اتر کے دیکھتے ہیں
اور اس کے کوچے سے ہر دن گزر کے دیکھتے ہیں
گلوں سے پوچھ تری دید کیسے کرتے ہیں
بدن کی خوشبو وہ قطرے گہر کے دیکھتے ہیں
جو دل یہ عہد ہے کرتا اسے نبھاتا نہیں
حصار آنکھوں کے بھی اب مکر کے دیکھتے ہیں
جو نرم پھول ہیں، نازک ہیں لب وہ دیکھیں ذرا
یہاں سے چل کے وہ جلوے قمر کے دیکھتے ہیں
خبر نہ حور کی ہم کو کہاں سے آئی ہے
یہاں کے لوگ تو جلوے بشر کے دیکھتے ہیں
لباس مخملی پہنے نظر جھکائے ہوئے
لپٹ کہ ہم یہاں آرام کر کے دیکھتے ہیں
اسے جو دیکھے وہ رانجھا کبھی وہ مجنوں بنے
طریق لاکھ وہ اپنا، حذر کے دیکھتے ہیں
نماز عشق سنا در پہ قیس پڑھتا ہے
ملا کے خاک میں سجدے بشر کے دیکھتے ہیں
ملے نہ صبح سے ہم کو، یہاں پہ شام ہوئی
چلو ستاروں سے اب بات کر کے دیکھتے ہیں
ہمیں تو روح کی عامر نہیں خبر کچھ بھی
بکھر کے ٹکڑے یہاں اب جگر کے دیکھتے ہیں

28 نومبر 2025ء

ایسا کوئی لمحہ ہوتا جس میں تنہا ہوتے ہم
چپکے چپکے کرتے باتیں ہوں نہ رسوا ہوتے ہم
پورا ہر اک سپنا ہوتا ، دنیا میں اک اپنا بھی
ہر جا جاتے ہر جا ملتے توتا مینا ہوتے ہم
تب سے اب تک یاد آئے ہم کو ہر دم کتنی بار
یاد اتنا رب کو کرتے سب سے اعلیٰ ہوتے ہم
دن سے شب تک کہتے مجھ کو تیری یادوں کے سوا
چاند، سورج اور ستارے دنیا میں نہ ہوتے ہم
دید تیری ہوتی ہر دم پھر نہ یادوں میں تری
برکھا بن کر برسے ہوتے دریا دریا ہوتے ہم
بہتے اشکوں کے کنارے مجھ سے مل کر قیس نے
ہے بتایا! اس سے بہتر تھا کہ تنہا ہوتے ہم
تم سا عامر ملتا کوئی اس جہاں میں گر کبھی
بن کے چاہت اس جہاں میں ہر سو پیدا ہوتے ہم

وہ رستے ہمارے جدا سوچتے ہیں
حقیقت سے ہیں آشنا سوچتے ہیں
نہ لے جائے خط میرا قاصد وہاں پر
ہمیشہ یہ میرے پیا سوچتے ہیں
بہم سامنے ہم کبھی بھی نہ آئیں
وہ ہیں اتنے مجھ سے خفا سوچتے ہیں
کوئی نام بھی میرا محفل میں نہ لے
یہی دل میں وقتِ دعا سوچتے ہیں
گلہ سوچتے ہیں جو شب بھر ہے کرنا
گلہ، وہی پہلے کیا سوچتے ہیں
عیاں ہے میرے دل پہ شیشے کی مانند
جو چہرہ وہ اپنا چھپا سوچتے ہیں
ہیں شرماتے جب دیکھتے ہیں وہ شیشہ
مجھے پاس اپنے وہ کھڑا سوچتے ہیں
رہیں گے روابط ہمارے ہمیشہ
یہی لوگ سب باوفا سوچتے ہیں
وہ عامر کے بارے میں کیا سوچتے ہیں
کبھی اچھا اکثر برا سوچتے ہیں

پیغام کی خاطر ہوا گویا مرے آگے
بت یاد میں تیری وہ تھا رویا مرے آگے
اب کھیل تماشا ہے یہ معنیٰ نہیں رکھتا
ان آب کے قطروں کا گرنا مرے آگے
جھک جاتی ادب سے ہیں نگاہیں مری اس پل
جب ذکر کوئی کرتا ہے ان کا مرے آگے
دل دیکھ کہ جل اٹھتا ہے میرا یہاں اکثر
جب فتنہ کوئی ہوتا ہے پیدا مرے آگے
رہبر نہیں ملتا مجھے منزل نہیں ملتی
یوں ہوتا ہے عالم ترا سونا مرے آگے
مرے لیے تو قید کے جیسا ہے یہ عالم
جینا ترے پیچھے ہو یا مرنا مرے آگے
آنا صدا تیری پہ مرا ہوگا اسی پل
گو سامنے ہو آگ کا دریا مرے آگے
اس آج کی دنیا کے تجھے راز سکھاؤں
غالب تو ذرا سامنے آنا مرے آگے
ملت کو جھکا دیکھ یوں اغیار کے در پر
اقبال کا ہر لفظ ہے جلتا مرے آگے
جب موج میں آؤں تو نگاہوں میں سما لوں
اک قطرہ ہے یہ آب کا دریا مرے آگے
تب دید سے محروم تجھے قیس تھا رکھا
اب رقص یہاں کرتی ہے لیلیٰ مرے آگے
گفتار وہ جھوٹا ہے سچ سے بھی ہے غافل
تو بات نہ عامر کی یاں کرنا مرے آگے

دل ، دل میں ہی اکثر یہاں روتا مرے آگے
بڑھتا رہے یوں وقت کا دھارا مرے آگے

اس طرز پہ گردش یہاں کرنے لگی دنیا
لیلیٰ مرے پیچھے ہے رادھا مرے آگے

دنیا میں ، میں پہلا نہیں عاشق ہوا پیدا
کچھ دوسروں کا دل بھی ہے ٹوٹا مرے آگے

دلبر ہوا تب ذوق کا پیمانہ بھی لبریز
پھولوں پہ قدم جب کبھی رکھا مرے آگے

نظریں ملیں اور ساتھ دھڑکنے لگے جب دل
اس وقت نہ ہو وقت کا بڑھنا مرے آگے

رب سے دعا میری رہیں ہم ساتھ میں جنت
مل جائے تجھے حور کا رتبہ مرے آگے

ہوتا تھا شب و روز ڈرامہ مرے پیچھے
دربار پہ اب لگتا ہے میلا مرے آگے

عامر ملا گمنام سی پہچان کا مجھ کو
جیسے کوئی ٹوٹا ہوا تارا مرے آگے

27 نومبر 2025ء

ہے یہی میری دعا مجھ سے کبھی ہوں آشنا
زندگی کے راز جو دل میں تھے تیرے دلربا
وہ بنا دیتے ہیں سونا پاس جائیں گر کبھی
روح اپنی جسم اپنا دنیا میں اہل صفا
انجمن تھی تم سے قائم تُو گیا سب کچھ گیا
آشیاں ویران کرکے اب یہی ہوں سوچتا
تجھ سے قائم دل کا رشتہ روح کا اور ذات کا
ذوق مستی شوق تُو ہے تُو ہے منزل باخدا
شام ہونے کو ہے آئی کام باقی ہے ابھی
کیسے جاؤں گھر کو اپنے چھوڑ کر تو ہی بتا؟
فتنے بڑھتے جا رہے ہیں چار سُو عالم میں اب
اک مسیحا بھیج کر فتنوں کو دنیا سے مٹا
دل مرا پتھر نہیں ہے خواہشوں سے ہے بھرا
حسن و جلوہ و دید تیری مجھ کو ساقی بھی دکھا
میرے محسن پھول کلیاں سب ہیں تیری منتظر
تیری آمد کی خوشی میں گھر کو رکھا ہے سجا
دل فسردہ سا ہے عامر خار لگتا ہے جہاں
سوچ کر ارض و سما کو بھی تو ہونا ہے فنا

23 ستمبر 2023ء

وہ اٹھ کہ کبھی صبح کو ورزش نہیں کرتا
وہ شام کو گھر جا کے بھی مالش نہیں کرتا
جس سیٹھ کو دیتا ہے وہ مندر نہیں آتا
بھگوان بھی نوٹوں کی یاں بارش نہیں کرتا
اس حسن کے پیکر کی جبیں پر تھا پسینہ
گر چاند اسے دیکھے تو گردش نہیں کرتا
دل اس کا وہی کرتا ، جو کرتا ہے میرا
پر میری یہ فطرت کہ گزارش نہیں کرتا
ہوتی خطا مجھ سے کبھی ایسی نہ مصور
گر حسن کو دنیا میں تو دلکش نہیں کرتا
لوشن یہ بہت خوب ہے اک بار لگا لو
جز جسم کا، کوئی کبھی ، خارش نہیں کرتا
می حا کو اریبہ سے شکایت نہیں نمرہ
جو پیار ہو کرتا ،وہ سفارش نہیں کرتا
اس سے برا "ٹائم" کبھی عامر نہیں آتا
گر، "برتھ ڈے" پر آج بھی میں "وش" نہیں کرتا

اب تک نہیں بدلی نہیں بدلی کہیں دنیا
اب تک رہا عالم رہا عالم یہاں سونا
ارباب بصیرت ہمیں فرما گئے اتنا
دشوار ہے دشوار ہے اپنا یہاں رہنا
ممکن نہیں ممکن نہیں انسان کا جینا
تقدیر میں گر پہلے سے لکھا نہیں ہوتا
حاصل نہیں ہوتی نہیں ہوتی کبھی منزل
جذبہ نہ ہو تو ذوق بھی زندہ نہیں رہتا
جس کو نہیں چاہت نہیں حاجت نہیں تیری
بے کار ہے بے کار ہے اس کے لیے رونا
نائب جسے عزت سے بناکر یہاں بھیجا
انکار ہے انکار ہے تیرا وہی کرتا
اس وقت کی رفتار کی شوخی ذرا دیکھو
پل پل رہے بڑھتا ، نہیں رکتا نہیں رکتا
تحریر کے الفاظ نے خود، خود کو سجایا
ان کو کبھی عامر نہیں عامر نہیں لکھتا

کنول کی زیارت کبھی تو کریں گے
وہ ہم پر عنایت، کبھی تو کریں گے

یہ پریوں کی شہزادی کی ہے تمنا
وہ شاید محبت، کبھی تو کریں گے

لبوں کے وہ بوسے سے خوشبو کی دولت
ہمیں بھی عنایت، کبھی تو کریں گے

وہ حکمت کی باتوں کو دل میں اتر کر
بیاں کی جسارت، کبھی تو کریں گے

انھیں اچھا لگتا ہے پردے میں رہنا
مگر ہم زیارت ،کبھی تو کریں گے

ہیں اکثر ہی محفل میں سنجیدہ رہتے
مگر وہ شرارت ،کبھی تو کریں گے

جو وقت ضرورت ہیں کرتے قرابت
وہ دل سے قرابت ،کبھی تو کریں گے

یہ دستور عامر ہے دنیا میں دیکھا
کہ ہم سے عداوت ،کبھی تو کریں گے

10 جون 2024ء

جسے دیکھ کر سب کو ہوتی ہے چاہت
ترے حسن کی وہی ہے حقیقت
یہ مستانہ کرتی ہیں دلبر کے دل کو
نگاہیں جو تیری ہیں کرتی شرارت
جو ہیں شوخ نظریں جو ہیں نرم بازو
کبھی تو ہمیں بھی ملے ان کی قربت
یہ لہراتی بل کھاتی کالی سی زلفیں
انھیں دیکھ کر چاند کرتا تلاوت
اے جانم! ترا چہرہ اتنا حسیں ہے
ابھی تک نہ لفظوں میں جس کی وضاحت
گلابی لبوں پر یہ شبنم کے قطرے
تری مسکراہٹ کی جو ہیں علامت
سجائی جو تو نے ہتھیلی پہ مہندی
بنی ہے ستاروں کی محفل کی زینت
تجھے حور پریاں نہ کیوں دیں سلامی
انھیں ابتدا سے ہی تجھ سے محبت
زبانی کلامی تو لکھتے ہیں شاعر
نہیں می حا عامر ہے کرتا خیانت

نہ قاتل ہم نہ مجرم ہیں سزا پھر کیوں وہ دیتے ہیں
وہ ارحم اور مخلص ہیں دغا پھر کیوں وہ دیتے ہیں
اجازت گر وہ دیتے ہیں وہاں سے دور صحرا کی
محل اپنے کو زنجیریں لگا پھر کیوں وہ دیتے ہیں
انھیں پھولوں یا کلیوں سے اگر اتنی ہی نسبت ہے
مری راہوں میں وہ کانٹے بچھا پھر کیوں وہ دیتے ہیں
بے پردہ ان کا پردہ بھی کبھی ہوتے نہیں دیکھا
اسی پردے کو باپردہ بنا پھر کیوں وہ دیتے ہیں
نہ جانا چاند کو پڑتا کبھی جو خواب میں آتے
سما لیتے نگاہوں میں ، ہٹا پھر کیوں وہ دیتے ہیں
کبھی عامر کا پوچھیں تو بتادینا مسافر تھا
کہ تنہائی بھی اوروں سے جدا پھر کیوں وہ دیتے

27 ستمبر 2023ء

کسی کو نہیں سر کھجانے کی فرصت
یا دھونے کی چہرہ نہانے کی فرصت
میں کب سے کھڑا ہوں یہ لیلیٰ سے پوچھو
نہیں جس کو نظریں ملانے کی فرصت
پری روم میں اب میوزک لگا کر
کہے گی نہیں ہے ستانے کی فرصت
پڑوسی کے گھر میں ہے چکر تمھارا
نہیں اپنے گھر کو بسانے کی فرصت
جو کل رات سے مجھ سے روٹھی ہے دھڑکن
اسے بھی نہیں ہے منانے کی فرصت
وہاں ساس اپنی بہو سے ہے جھگڑے
کسی کو نہیں ہے چھڑانے کی فرصت
اسے چور نظروں سے دیکھو نہ ایسے
جسے گھر میں آنے نہ جانے کی فرصت
ملے گی نہ عامر کو باتوں سے فرصت
نہ باطن کو اپنے چھپانے کی فرصت

اس قدر کیوں بے خبر ہستی سے اپنی ہو چکا ہے؟
اپنے مقصد بھول کر تو اپنا سب کچھ کھو چکا ہے

جس نے تیرا ہاتھ تھاما جس نے تجھ کو رہ دکھائی
ایسے رہبر چھوڑ کر تو کیسی منزل ڈھونڈتا ہے؟

ظلم ان کے کیوں ہے سہتا؟ کچھ نہیں کیوں ان کو کہتا؟
روح تیری کانپتی کیوں ؟ جسم تیرا کانپتا ہے

عکس جس کی فکر کا ہے تیرے دل کے آئینے میں
تیری منزل یہ ہے دنیا بس یہی تو سوچتا ہے

ہم کو عامر تم سے شکوہ کرنا تھا اس بات کا بھی
تو بھی اپنوں سے جدا ہے تو بھی مسلم نام کا ہے

27 ستمبر 2022ء

تیری چاہت بنتے بنتے خود کو راحت کیا ملی؟
عشق میں یوں گرنے سے پھر تم کو عزت کیا ملی؟

جلوہ دیکھا اس کا جس دم ان ستاروں نے کبھی
آسماں سے گرتے آئے، پھر بھی قربت کیا ملی؟

گرتی شبنم آسماں سے ہم نے دیکھی ہے بہت
گر کے، پھولوں پہ بھی شبنم کو ہے عزت ملی؟

جس قدر ہے سُونا سُونا یہ جہاں میرے لیے
مجھ کو دردو غم ملا ہے ، تم کو نعمت کیا ملی؟

ہم سے عامر غم کے مارے کتنے آئے ہیں یہاں
سب کو راحت کیا ملی؟ سب کو جنت کیا ملی؟

27 ستمبر 2022ء

وہ جس کا عکس آیا ہے قمر میں
ہمیں وہ نور لگتا ہے بشر میں
ترے لب سرخ ہیں یاقوت جیسے
ملائم ہیں نزاکت کے فنخر میں
لپٹ جانا تمھارا یاد آیا
خوشی کے حال میں خوف و خطر میں
ہمیشہ مسکراتے روز ملتے
کبھی تھے ساتھ رہتے ایک گھر میں
سکوں جو تیری قربت میں ملا تھا
نہیں مل پایا مجھ کو مال و زر میں
مرا جو جسم بن کر ، روح بن کر
ہمیشہ ساتھ رہتے تھے سفر میں
اکیلا چھوڑ کر ان کو اے عامر!
"نہیں جانا تھا مجھ کو اس نگر میں"
تلاطم خیز موجوں کے وہ جلوے
ترے اصحاب لائے تھے بدر میں
بہت ہیں قیمتی الفاظ عامر
ذرا تو غور کر زیر و زبر میں!

بد سے بدتر سامنے نیلم پری کا ہے عذاب
جو جفا طلبی میں وسعت ڈالتی ہے لا جواب
جو نگاہوں سے شکار اپنا ہمیشہ ڈھونڈتی
جانتی صیاد سا جو دوغلا پن بے حساب
جو اماوس سے زیادہ شب کرے تاریک تر
تو سمجھتا چاند جس کو مثل روشن ماہتاب
اے سخن ور دوغلے پن میں نہیں ہے فلسفہ
کر نہیں تحریف،مقصد کی حقیقت رکھ تو ناب
کیا ضرورت ہے سبوچہ کی نئے اس دور میں؟
جب کہ ہے مشاطگی بھرپور لائی انقلاب
کیا خبر جمہور کے سلطان کے اسرار کی
جو نفاست ظاہری میں خوبصورت،خوب طاب
ووٹ سے جنت کبھی ملتی کہیں ہرگز نہیں
تو سمجھتا ہے جسے نیکی نہیں دیتی ثواب

کیسے آئے گی جہاں میں نور کی وہ روشنی
ہم کو حاصل ہے نہیں اخلاق جو پیغمبری

اک خوشی کو دیکھ کر، دل کے ہوئے ٹکڑے بہت
ساتھ تیرے دل لگی کی وہ خوشی تھی خامشی

شوخ کپڑے ساتھ میں چنچل ادائیں دیکھ کر
خواہشوں میں لذتوں کو مل رہی بے پردگی

جب سے دیکھا غور سے روتے ہوئے شیشے کا دل
تب سے میری روح میں ہے بڑھ رہی افسردگی

جب سے دامن کو نہیں دامن میسر ہے ترا
پھول کھلتے ہیں نہیں تب سے بہاروں میں کوئی

گورکن بھی عشق میرے کو نہیں دفنا سکا
اے مرے محبوب یہ پیغام تھا بس آخری

19 فروری 2026ء

میں دیکھ کسی غیر کو بھی اف نہیں کرتا
میں کوئی غلط بات کبھی کف نہیں کرتا

وہ شخص ہے احمق مرے نزدیک اے دنیا
جو بات کے کرنے میں ، توقف نہیں کرتا

دل میرا بہت سادہ یہاں آج ہوا ہے
دیرینہ کے ملنے پہ تکلف نہیں کرتا

گلیوں میں یاں قرآن کے اوراق ہیں بکھرے
لیکن کوئی مسلم یاں تاسف نہیں کرتا

اس قوم کو منزل ملے ، جو کرتی ہے کوشش
امروز کوئی کام، تصوف نہیں کرتا

اس قوم کا دل مردہ ہے ہوتا یہاں عامر
ناپاک کسی چیز پہ جو تف نہیں کرتا

20 جنوری 2026ء

تری زلف سے کبھی کھیلنا، تجھے روز روز وہ دیکھنا
ترے ہاتھ کا مرے ہاتھ کو، وہاں تھامنا کوئی خواب تھا

مری اس حیات کی مختصر، یہی مختصر سی ہے اب دعا
مرا دردِ دل تری ذات کی، رہے دل لگی سے جڑا ہوا

تو ہی دل مرا، تو ہی دل لگی، تو ہی چاند ہے تو ہی چاندنی
تو ہی عشق ہے تو ہی بندگی، تو ہی شرم ہے تو ہی ہے حیا

میں نے جنتوں کی عمارتوں، نہیں حور کی کبھی فکر کی
میں ضرورتوں کے ادھورے پن لیے زندگی سے چلا گیا

جو تھا آس کا کہ امید کا، مجھے اک چراغ یہاں ملا
وہ چراغ ایسا عظیم تھا، مجھے روشنی سے ملا گیا

مجھے ہے خبر مرے دور میں، یہاں ریختہ میں ہے زر کوئی
جسے شاعری کے جنون میں، یہاں اک مقام ملا نیا

13 جنوری 2026ء

زندگی مختصر
ہے
ہے نہیں یہ دیرپا
وہ اسی کو مارتے
جو خدا کو مانتا
ہاتھ میں خنجر لیے
جسم کوئی نوچتا
کہہ گئے وہ خیر باد
رات کا جب وقت تھا
کر نہ ہم سے چھیڑ چھاڑ
ہم لڑیں گے باخدا
مشکلوں کا آج کل
ہو رہا ہے سامنا
جوش میں کیا فائدہ؟
ہوش میں تو آ ذرا
تو بچھڑ جائے اگر
روح تن سے ہو جدا
عشق میں عامر کوئی
کچھ نہیں ہے سوچتا

31 دسمبر 2025ء

یہ حروف ساری زبان کے، کریں حمد تیری ہیں ذات کی
ہمیں دے الف کا بیان جو، وہ ہے میم تو، وہ ہے نون تو

نہیں موسموں کی خزاں ہے تو، سبھی موسموں کی بہار تو
کبھی سردیوں کی ہو جنوری، کبھی گرمیوں کا ہے جون تو

ترے عشق میں ہوں یہ کہہ رہا، مرے آئینے کا ہے عکس تو
مری روح کا ہے لباس تو، مرا تاج تو، ہے زبون تو

مرا شوق تو، مرا ذوق تو، مری زندگی کا جنون تو
مرے درد کی ہے دوا بھی تو، مری ہے حیات، سکون تو

تری محفلوں میں ہیں تتلیاں، ترے لب ہیں پھولوں کی پتیاں
تو تو مہ پری کی مثال ہے، ملی ہے خوشی کا شگون تو

مری ذات تو، مری سوچ تو، مرا جسم تو، مری روح تو
تری جان میں مری جان ہے، مرے دل، جگر کا ہے خون تو

19 جنوری 2025ء

افواج کے سالار کا دستہ نہیں کوئی
آتش فشاں آگے یہاں رستہ نہیں کوئی
ہاتھوں پہ بنے آبلے ، پاؤں ہوئے ہیں شل
اس حال میں بھی اترا فرشتہ نہیں کوئی
نغمے سنا کے حور کے اب چھیڑ نہ دل کو
حسرت یہاں پر باقی گزشتہ نہیں کوئی
روتا کسی نے موت کو دیکھا نہیں اب تک
شاید اسے انسان سے رشتہ نہیں کوئی
قائد یہاں پرچم تلے افراد ہیں مردہ
سائے سے بھی کمزور ہیں پختہ نہیں کوئی
ہر گز نہیں اطفال کی بازیچہ ہے دنیا
ہر دل ہے شکستہ کہ شگفتہ نہیں کوئی
عامر کوئی افسانوی شاعر نہیں اچھا
حصہ کسی تحریر کا شستہ نہیں کوئی
اللہ ، علی ، احمد کہ عمر میں نہیں نقطہ
نکتہ ! اسی فرمان میں نکتہ نہیں کوئی

ہے علم قیامت کی حقیقت یہاں کچھ اور
حکمت یہاں کچھ اور کہ نصیحت یہاں کچھ اور
لازم تھا کہ فرمان ترے سنتے کوئی ہم
لیکن ہمیں مطلوب تھی الفت یہاں کچھ اور
رستے میں رہے سوچتے واپس چلے جائیں
لیکن تری محفل میں تھی رغبت یہاں کچھ اور
ہم کھائیں کبھی نخلہ مدینے میں بھی جاکر
قربت وہاں کچھ اور ہے تو قربت یہاں کچھ اور
مفتی کوئی عالم ہو ، محقق یہاں کرتے
تحقیق سے قرآں کی وضاحت یہاں کچھ اور
منصب ملا انسان کو تو ساتھ فرائض
مقصد ملا کچھ اور تو ضرورت یہاں کچھ اور
آقا نے وہاں مندری تھی چاندی کی پہنی
اپنائی ہے امت نے روایت یہاں کچھ اور
مقصد نہیں ماتم کبھی شہداء پہ کرنا
مائل ہے منافق کی طبیعت یہاں کچھ اور
کالج میں سنی گیت سے پہلے ہے تلاوت
حاصل نہیں شیطاں کو کراہت یہاں کچھ اور
لکھتے نہیں وہ نام ، ورق پر مرا عامر
اوراق پہ لکھتے جو نجاست یہاں کچھ اور

کسی میں نہ باقی ہے غیرت یہاں پر
بہن ماں نہ بیٹی کی عزت یہاں پر
ہے احساس محرومی دیکھی یہاں پر
نہیں کرتے اکثر ہیں محنت یہاں پر
خوشی سے وہ اپنی بنے مرد، عورت!
ہوئی قوم پر ایسی لعنت یہاں پر
یہاں دیکھو ٹک ٹاک یا فیس بک کو
بنی ہے غذا کی یہ صورت یہاں پر
یہاں پہلے تھا بت پرستی کا بزنس
مگر اب خدا کی عبادت یہاں پر
نسوار سگریٹ کل کی ہیں باتیں
تھی پہلے تو حقے کی عادت یہاں پر
یہاں لوگ فارغ بھی مصروف رہتے
نہیں سر کھجانے کی فرصت یہاں پر
جہالت میں اکثر تو ڈوبے ہوئے ہیں
نہ باقی ہے حکمت کی دولت یہاں پر
حرم سے نکل کر ارم کو چلے ہیں
سمجھتے ہیں دنیا کو جنت یہاں پر
نہیں سنتے تکبیر اللہ ھو اکبر
خدا سے نہ مطلب نہ الفت یہاں پر
دعاگو ہے عامر! ہو ان پر بھی رحمت
جو کرتے ہیں مجھ سے عداوت یہاں پر

24 دسمبر 2025ء

متحد ہم میں ہے کوئی تو نے سوچا ہے کبھی؟
کیسے رشتے سارے ٹوٹے تم نے ہے سمجھا کبھی؟

درد اپنا کیوں سناتا پتھروں کو تو یہاں؟
ان کو دیکھا زندگی میں تو نے ہے گویا کبھی؟

فکر مت کر اس جہاں کی تو مسافر ہے یہاں
آخرت میں اپنے رب سے تو نے ہے ملنا کبھی

نیک نامی سے ہے اچھا کام تیرے نیک ہوں
دیکھ دنیا کی تو شہرت ہوش نہ کھونا کبھی

کون عالم؟ کون عامل؟ کون جاہل ہے یہاں؟
اپنے دل سے تو نے عامر ان کو ہے پرکھا کبھی؟

رکھ کر تو درمیان سے کافر کو چیر دے
جو سانس باقی اب بھی ہو تو دل پہ تیر دے

اے دوست میرے فکر نہ تو کر رقیب کی
مجنوں کو لیلیٰ اس کی دے رانجھے کو ہیر دے

ہم سے جو چھین لے جو ملا دین ہے ہمیں
رہبر نہ ہم کو ایسا دے ایسا نہ پیر دے

ڈوبا رہے جو دنیا کی موج گناہ میں
بد جسم مجھ سا نہ دے، نہ مجھ سا ضمیر دے

الجھا مرا یہ دل ہے الجھی ہے سوچ بھی
رہبر مجھے تو اچھا دے اچھا فقیر دے

عامر خدا کی مرضی جو چاہے سو وہ کرے
اقبال دے کسی کو وہ غالب یا میر دے

میری جانم تیری نظریں سب سے پیاری لگتی ہیں
سوچتا ہوں میں یہ اکثر کیا یہ مجھ سے کہتی ہیں
اس کنارے پہ میں آؤں، جس کنارے پر ہو تم
جس جا چاہت اور وفا کی ساری ندیاں بہتی ہیں
چاندنی راتوں میں ہم باتیں تھے جو کرتے کبھی
جب اکیلا دل ہے ہوتا یاد اکثر آتی ہیں
برف باری ہو رہی ہے ہم کو سینے سے لگا
مینا بلبل شوخ چڑیا ساری تم سے کہتی ہیں
جب بھی بولیں مسکرائیں ہم نے دیکھا ہے انھیں
جن کے چہرے اور لبوں پر زلفیں گرتی رہتی ہیں
بھیگی زلفوں کی قیامت ہم پہ برپا ہوتی ہے
اور بدن کی خوشبو سے ہی اپنی سانسیں چلتی ہیں
چاند تارے پھول کلیاں اور چمن کی تتلیاں
ان کی محفل میں ہی عامر محو گردشِ رہتی ہیں

اس حقیقت سے گزر کر سب سے برتر کون ہے؟
ظلم سہتا چپ ہے رہتا اس سے بدتر کون ہے؟
میں تھا تنہا اب ہوں تنہا فکر مت تُو کر مری
میرے دشمن تیرے ساتھی تجھ سے ابتر کون ہے؟
آنکھ میں آنسو نہیں ہے دل میں غصہ ہے بھرا
اس جنونی کیفیت میں ہم سے بڑھ کر کون ہے؟
میں بنا ہوں آگ کا شیطاں نے مجھ سے یہ کہا
ایک مٹی کا تُو پُتلا ہم میں برتر کون ہے؟
می حا جوزم، لیلیٰ مجنوں، ہیر سے کیا واسطہ؟
دل ہوس کو چاہتا ہے میرا دلبر کون ہے؟
حملہ آور ہورہے ہیں چار سُو ظالم ترے
دین دنیا کا محافظ اچھا رہبر کون ہے؟
میں بھی مومن تُو بھی مومن سارے مومن ہیں یہاں
کیا یہ سچ ہے؟ گر یہ سچ ہے، ہم میں کافر کون ہے؟
ایک صحرا کا مسافر جس کی منزل ہی نہیں
ایسا پاگل بھٹکا انساں تم سا عامر کون ہے؟

03 جون 2023ء

چھین لیتے ہیں وہ پردہ ظلم دہشت سے یہاں
آرزو تُو کیا کرے گا ایسی ملت سے یہاں
ایک جذبہ دل میں رکھ کر زندہ رہنا سیکھ لے
نیک رہ پر تُونے چلنا اچھی نیّت سے یہاں
گیت نغمے ساز باجے اور ترنّم کیوں نہیں
خامشی ہے اس جہاں میں ایک مدّت سے یہاں
روح ان کی منتظر ہے موت کی آغوش کی
تیرے بندے جو ستائے جاتے ظلمت سے یہاں
نوچ ڈالو جسم اس کا اپنی خواہش کے لیے
ان کو مطلب ہے ہوس سے، کچھ نہ عزت سے یہاں
کیوں کتابیں پڑھ رہے ہو؟ کیا ہے تُونے ڈھونڈنا؟
علم کا ہے نور ملتا اچھی صحبت سے یہاں
کھوگیا ہوں اس جہاں میں تجھ کو پانے کے لیے
کیا ملے گا عشق تیرا اب عبادت سے یہاں ؟
ایک دریا سا رواں ہے ان کے دل میں آگ کا
حاسدوں کے شر سے پیدا اور عداوت سے یہاں
کیسا مسلم تُو ہے عامر بندگی کیا ہے تری؟
کر رہا تھا تُو بھی باتیں ایک مورت سے یہاں

23 جون 2023ء

لاش بن کر گھومتا جو اس جہاں میں چار سو
اس کو اچھے کیا لگیں گے پھول اس کے رو برو
خونی آنکھیں ہوگئی ہیں ظلم اس کے دیکھ کر
اب بہاؤ اے مجاہد ایسے ظالم کا لہو
آزمائش میں ہیں ڈالے پاک دامن، پارسا
حور جنت کی بجائے کرتے تیری آرزو
کون زندہ رہ سکے گا سب کو مرنا ہے یہاں
ایک دن ناکام ہوگی ساری اپنی جستجو
بت فروشی پیشہ ان کا ہیں مساجد میں مکیں
ہم نے اکثر دیکھے ایسے ہیں منافق باوضو
اس کی یادوں کا بسیرا اپنی آنکھوں میں رہا
جو ہمیشہ ہم کو ملتا بن کہ عامر تھا عدو

28 دسمبر 2023ء

جو بھی چاہا اس نے اب تک اس کی اپنی مرضی ہے
پیار چاہت ہے تماشا اس کا سب کچھ فرضی ہے
یہ نشانی تم کو دی ہے جب بھی تنہا ہونا تم
یاد تیری میں یہ دنیا خوشبو سے اب بھر دی ہے
اک کہانی ہے عجب سی جو سنائی تھی کبھی
جس میں نفرت انتہا کی اس نے مجھ سے کر دی ہے
کیوں یہ کرنیں تیرے چہرے کا ہی بوسہ لیتی ہیں
کام کیسا ہے یہ ان کا کیسی یہ سر گرمی ہے
اشک بن کر خون دل کا دیکھو کب تک گرتا ہے
ایسی حالت دیکھ کر جو اس نے اپنی کر لی ہے
تم کو عامر کیسے ملتے اس جہاں میں وہ کبھی
خواہشوں میں تم سے بڑھ کر ان میں بھی خود غرضی ہے

10 اگست 2022ء

آج تو روشن بنادو اپنے رخ سے شام کو
خوشیوں سے بھر دو خوشی سے خالی میرے جام کو

آئیں جس بھی نام میں سب نام کے ترے حروف
چوم لیتا ہوں میں پیارے ایسے ہر اک نام کو

مست کرتی ہیں مجھے مخمور یہ نظریں تری
کرتی ہیں مخمور یہ دیکھے سے لب کے جام کو

کھیل لینے دو پیا اک بار اپنی زلف سے
لو بدل میری ہی خاطر اپنے سب احکام کو

اتنی جلدی کیوں گزر سارے گئے وہ روز و شب
کیا خبر عامر ہوا کیا سارے ان ایام کو

کہہ دو یہ ان کی زلفوں سے اب مجھ کو کوئی الزام نہ دے
جو شام ملی تھی ملنے کو اس جیسی کوئی اور شام نہ دے

تو مجھ کو تنہا رہنے دے جو کچھ کہنا ہے کہنے دے
خاموش تو مجھ کو رہنے کا اب اور زیادہ کام نہ دے

معصوم سی اپنی باتوں سے ان سنگ گزاری راتوں سے
کہہ دینا اپنی یادوں سے اب اور کوئی انعام نہ دے

لے جائے جو میخانے میں اندھیرے سے تہ خانے میں
کیا کرنا ایسے ساقی کا جو دید تو دے پر جام نہ دے

سر کاٹ کے اس کا جلا ڈالو پھر خاک میں اس کو ملا ڈالو
ہر ایسے ویسے ملا کا جو درد تو دے اسلام نہ دے

تو جب بھی ملنے آئے گا دیکھ اس جانب مسکائے گا
ہر بزم سجی دل کی ہو گی گو عامر کو پیغام نہ دے

مراد پاکر ہی ہر کوئی لوٹا تیرے کوچے سے میری جاناں
نہ درد رہتا نہ یاد رہتی ہے تیرے ملنے سے میری جاناں

کوئی بھی رشتہ وفا کا ہو یا کسی سے گزری جفا کا جو ہو
ہے مٹ ہی جاتا وہ کاوشوں یا ایسے جینے سے میری جاناں

ملا نہ مجھ کو کوئی کنارہ یا کوئی اچھا بھی موج دریا
تبھی سے تیرا ہی منتظر تھا یا اس سے پہلے سے میری جاناں

وہ میرے پہلو وہ میرے جذبے نہ جانے کب سے ہیں منتظر جو
وہ ہوں گے پورے کہے سے تیرے یا تیرے آنے سے میری جاناں

ہیں سرخ لب، زلف دلنشیں، تیری پیاری ساری کی ساری باتیں
مجھے دکھائی ہے چاند دیتا تیرے ہی چہرے سے میری جاناں

تمام راتیں جو گزری تم بن وہ یاد بن کر ہیں اب بھی دل میں
میں کتنا عامر تھا بیقراری میں تیرے جانے سے میری جاناں

ستمبر 2020ء

اگر آپ سے دل یہ چاہت نہ کرتا
اگر پھر بھی جیتا تو پھر کیا میں کرتا
مرے گھر میں اکثر تو ہے شام رہتی
مزاروں پہ جاتا یا قبروں سے ڈرتا
مجھے اپنی محنت کا انعام ملتا
نہ اکثر میں سوتا مگر کام کرتا
نہ یادیں ستاتی نہ دل کو رلاتی
نہ آنسو ہی بہتے نہ غم کو میں سہتا
میں کانٹوں کے بستر پہ لیٹا ہوں اکثر
اگر آنکھ لگتی تو آرام کرتا
ترا دل بھی اس سے نہ مانوس ہوتا
اگر تجھ کو عامر فسانے سناتا

22 ستمبر 2024ء

اذان و اقامت سجود و دعا میں
مسلماں کی عظمت ہے کافر کی ذلت
خدا کا وہی بندہ ہے سب سے اعلیٰ
اگر اس حقیقت کو سمجھے یہ ملت
نہ قاری نہ حافظ نہ عالم نہ عامل
مجدد جو ٹی وی پہ کرتا نصیحت
یہود و نصاریٰ کے ساتھی یہی ہیں
ہیں تشریح قرآں میں کرتے خیانت
انھی کی کتابوں کے فتوے جہاں میں
گناہوں کو کرتے ہیں ثابت عبادت
ہوس کے پجاری یہ سارے مداری
انھی کی حکومت سے ساری نحوست
یہ شیطانیت میں ہیں ابلیس جیسے
منافق بظاہر ہیں کرتے اطاعت
یہ گمراہ کرتے ہیں عامر انھی کو
جنھیں بھی میسر ہو ان کی قرابت

19 جون 2023ء

وہ زلفوں کے پردے کے پیچھے سے نظروں
کہ دامن میں اپنے چھپاتی ہے کیا کیا
وہ پھولوں کے بلبل کے نغموں کی ملکہ
جو خوابوں میں آ کر سناتی ہے کیا کیا
فضائے چمن میں ہے خوشبو بکھیرے
خدا کی خدائی سجاتی ہے کیا کیا
وہ پر جوش لہجے میں جب مسکرائے
ادا اس کی مستی یہ لاتی ہے کیا کیا
وہ ہاتھوں کو زلفوں کی کنگھی بنا کر
ادائیں وہ چنچل دکھاتی ہے کیا کیا!
وہ جگنو کے جیسی نگاہوں کے دل میں
لگن میں سجاتی چھپاتی ہے کیا کیا
جو گرویدہ تاروں کے جھرمٹ کو کردے
وہ اپنی لگن پر لگاتی ہے کیا کیا
یہ عامر ہیں سارے اسی کے فسانے
الم میں جو عالم رلاتی ہے کیا کیا

22 مئی 2022ء

مرے دل نے سارا تھا درد دل، تجھے دیکھنے پہ مٹا دیا
تو خفا ہوا کہ جدا ہوا، سبھی آج میں نے بھلا دیا

صف دشمناں کی خبر نہیں، یہاں موت سے کبھی پہلے تھی
مرے دشمنوں سے خدا نے آج، ہے اب نقاب اٹھا دیا

تو حجاب کی وہ کتاب ہے، جو ورق ورق ہے کھلی ہوئی
تجھے دیکھنا ، تجھے چومنا، یہ ثواب ہے مرے اے پیا

تری ذات سے کوئی بات تھی ، جو کہی گئی یہاں بار بار
تری ذات نے وہ نہ مان کر ، مرے دل کو آج رلا دیا

13 جنوری 2026 ء

ایک دن میں کام کرتا ہوں میں گھنٹے بارہ جی
کیا سوا اس کے یہاں پر پاس میرے چارہ جی
ایک چھٹی سال بھر کے کام میں تھی مانگ لی
چڑھ رہا تھا سیٹھ کو تب خوب مجھ پر پارہ جی
ڈر گیا پتلون گیلی ہوگئی تھی جوگی کی
جب ذرا سا سانپ اچھلا ساتھ میں پھنکارا جی
جیب کاٹی چور نے میری وہاں پر رات کو
ساتھ ڈنڈوں سے وہاں پر خوب اس نے مارا جی
ہو چکی ہے آج کل تو ہر کسی کی شادی جی
بس کنوارا وہ رہا جو چڑھ نہ پایا کھارا جی
دھوتی کرتا اور عمامہ سب انھوں نے لے لیا
اس قدر میں مال جوئے پر وہاں پر ہارا جی
ہر کوئی عاشق ہے اس کا وہ اکیلی کیا کرے
اس لیے وہ ہر کسی کو اب لگائے لارا جی
بڑھ رہے ہیں اس پٹھانی کے وہاں پر جی او جی
ہو رہا ہے خان پورا دان پورا سارا جی
باندھتے ہیں میری جانم کے وہاں پر بھائی جی
ایک کتا لمبا چوڑا گھر کے آگے بھارا جی
سنتا جب بارش کو کوئی میں یہاں امکان ہوں
کچے گھر کو خوب اپنے گارا جی
اک ہتھوڑا پکڑا اس نے مجھ کو عامر دیکھ کر
اور لگایا چیرنے کو ساتھ میں ہے آرا جی

30 دسمبر 2025ء

تلاشِ عکس

کہیں روشنی بھی نہیں ہے یہاں پر
ابھی رات ہونے لگی ہے یہاں پر

کہیں گھر نہیں ہے یہی اک کمی ہے
ہوا میں نمی ہے شجر ہیں یہاں پر

دو پل ربط قائم بھی رکھنا ہے مشکل
نہیں آدمی کا نشاں بھی یہاں پر

عجب سا سما ہے یہ کیسا جہاں ہے
درندے بھی خاموش رہتے یہاں پر

حسیں عکس جس کا یہاں لے کہ آیا
کبھی چاند چمکے تو دیکھوں یہاں پر

10 جون 2022ء

حسن فطرت

ہیں سنہری ، سرخ ، چاندی اور گلابی مچھلیاں
زرد ، کالی، نیلی نیلی جھومتی ہیں تتلیاں
جو شجر پر بیٹھے طائر خوبصورت ہیں یہاں
وہ سریلے نغمے گاتے ، رقص کرتی ٹہنیاں
آسماں پر ان ستاروں سے بہت رونق رہے
راستوں میں بھی مسافر کو ملیں آسانیاں
پیڑ پودوں پر لگے میٹھے سے میٹھے پھل یہاں
ان خزانوں سے یہاں پر جھک رہی ہیں ڈالیاں
خوبصورت پھول کھلتے ہیں بہاروں میں بہت
جن سے حاصل شہد ہوتا اور لبوں کی سرخیاں
خوب ٹھنڈک ہیں یہاں لائیں جو آئیں سردیاں
برف باری کی علاقوں میں نہیں دشواریاں
دھوپ نکلے گرمیوں میں خوب سے ہے خوب تر
خوب حاصل ہے خزاں کو بھی یہاں آزادیاں
دریا، چشموں کی روانی ساتھ میں جھیلیں بہت
اور پہاڑوں میں یہاں پر خوبصورت وادیاں
کچھ گرج سے ہیں یہاں پر بادلوں میں شوخیاں
ساتھ ٹپ ٹپ کی ہیں آوازوں سے بجتی تالیاں

خواب سراب پر جواب

یہ پھولوں کی دنیا مناظر حسیں ہیں
چمکتے ستارے یہاں پر مکیں ہیں
حکومت یہاں پر محبت سے قائم
نہ لیلیٰ نہ مجنوں کے غم بھی کہیں ہیں
نگاہوں سے ساقی ہیں یاں جام دیتے
خوشی اور مستی کا پیغام دیتے
یہ بارش کے قطرے جو ہیں مثل موتی
وہ گرتے لبوں پر ہیں پھولوں کے دیکھو
حسیں صورتیں منتظر ہیں یہاں پر
جہاں سے بھی پردہ گرادو اٹھادو
تمھیں یاں پہ مہماں نوازی ملے گی
وفا کا یہ خطہ ہے کیسا بتاؤ؟
مجھے ان ستاروں نہ پھولوں سے مطلب
نہ تیرے سوالوں خیالوں سے ہمدم
نگاہوں کی مستی محبت وفا سے
حسیں صورتوں سے بھی بچنا ہے لازم
اسے جو بھی چاہے وہ دھوکہ ہی پائے
مصیبت بنیں گے نظارے یہ سندر
خیالی یہ دنیا خیالی مناظر!
حکایت میں احسن حقیقت میں بدتر!

قبائل

کبھی پیش آئیں جو ہم کو مسائل
ہمارے لیے پیدا کرتے وسائل

بڑوں کی نصیحت سے ملتی ہے حکمت
وہی پیش عمدہ ہیں کرتے دلائل

ہمیشہ بھلائی تری سوچتے ہیں
تجھے وہ بچاتے ہیں ہونے سے گھائل

بہت سخت لہجہ کبھی نرم ہوتا
کبھی اپنی جانب وہ کرتے ہیں مائل

وہی راز اپنے ہیں پوشیدہ رکھتے
ہیں رشتوں کو مربوط کرتے قبائل

11 جنوری 2026ء

آلودگی

ہیں کوڑے کے انبار گلیوں میں بکھرے
کہیں مچھروں نے لگائے ہیں ڈیرے
کہیں گندا پانی یا کیچڑ پڑا ہے
کہیں کھودتے لوگ کھڈے ہیں گھیرے
دھواں دار کرتے ہیں ساری فضا کو
کبھی گاڑیوں سے رہیں شور کرتے
سڑک کے گٹر کے بھی ڈھکن کھلے ہیں
یہاں جس سے بدبو بہت خوب پھیلے
کہیں نالیوں میں یاں شاپر پڑے ہیں
روانی جو بہتے ہے پانی کی روکے
کوئی کوڑا دریا میں ڈالے ہے گھر کا
سڑک کے کنارے بھی ملتے ہیں چھلکے
یہ آلودگی ہے کہ جس پر یہاں اب
صفائی سے بڑھ کر فقط بحث کرتے

12 جنوری 2026ء

درخواست

کچھ دنوں سے بندہ اب بیمار ہے استاد جی
دور بھی اسکول سے گھر بار ہے استاد جی
زندگی کے کچھ مسائل، مشکلیں ہیں ساتھ میں
عاجزانہ آپ سے اظہار ہے استاد جی
میرے والد کو ہے فالج کر نہیں سکتے وہ کام
بوڑھی میری والدہ لاچار ہے استاد جی
میں اکیلا سارے گھر کے کام کرتے ہوں یہاں
آپ سے ملتی مجھے بس مار ہے استاد جی
ہو رہے زخمی ہیں پاؤں آپ کو کیا ہے خبر
خوب مشکل راستہ ، دشوار ہے استاد جی
کچھ نہیں ملتا مجھے اسکول کی تعلیم سے
سب نصیحت آپ کی بے کار ہے استاد جی
ہیں کتابوں کے نہ پیسے اور نہ وردی پاس ہے
اب نہیں جذبہ مرا سر شار ہے استاد جی
ساتھ میں طلبا سبھی ، میرا اڑاتے ہیں مذاق
اس لیے اسکول لگتا نار ہے استاد جی
ہاں مجھے اسکول کی تعلیم کو ہے چھوڑنا
آخری یہ فیصلہ اس بار ہے استاد جی

07 فروری 2026ء

مرے سامنے اک کھڑی وہ پری تھی

سجاوٹ سے بھرپور اک خوبصورت
سراپا وہ ملبوس کالے عبائے
کی جادو گری کی ہاں شہزادی بن کر
محبت سے لبریز کاجل لگائے
جوانی کے جوبن میں کلیوں سے بڑھ کر
فخر میں نزاکت سے ملنے وہ آئی
تو اپنی سنہری انگوٹھی کے دلکش
بہت خوبصورت نگینے کو انگلی
کی نازک پکڑ سے گھما کر ذرا سا
تبسم وہ اپنے ہاں پیارے سے چہرے
پہ لائی، تو پھولوں کی خوشبو رسیلے
لبوں کے واں بوسے کی خاطر، فضا کے
سہارے، تھی ٹکرانے والی، مگر وہ
تو اپنے ملائم لبوں پر ہتھیلی
کو رکھ کر ،بہت ہی مہارت سے ننھی
سی خوشبو کے دل کو، بھری چاہتوں کے
خزانے کا رستہ ، نہیں دے رہی تھی
مرے سامنے اک کھڑی وہ پری تھی

سیاسی فقدان

یہ لیڈر علاقوں کے ٹکڑے ہیں کرتے
نظام اپنا جمہوری نافذ ہیں کرتے
یہی لوٹتے ہیں کسانوں کی محنت
یہی بیچ زہرا کی چادر ہیں کھاتے
یہ کرتے ہیں بدنام ملکی سیاست
معیشت کو برباد ہاتھوں سے کرتے
کوئی پوچھے ان سے جو کرتوت ان کے
نہیں بات سنتے نہ نادم ہیں ہوتے
لٹیروں کو ڈاکو غلط کہہ رہے ہیں
مگر لوٹتے جو ، وہ واپس نہ دیتے
کوئی حادثہ پیش آئے جو تجھ کو
رہیں مسکراتے ، نہ ہمدرد بنتے
مگر چینلوں پر جو بیٹھے ہوئے ہیں
خریدے ہوئے لوگ تشہیر کرتے
یہاں خوف ، ڈر کا ہے ماحول رہتا
یہی ظلم کرتے ، یہی قتل کرتے
بھروسہ نہیں کرتے ہم ان پہ کیوں کر
انھوں نے تھا توڑا چمن اپنا پہلے
مرے اس چمن میں جو باقی کمی ہے
سیاسی ہے فقدان ، قائد نہیں ہے

11 جنوری 2026ء

حصولِ علم ریاضی

اے طلباء! تقسیم تفریق سیکھو
کبھی تم اضافے کے قانون سیکھو
مثلث کی شکلیں ، احاطوں کے کلیے
کبھی قوس سائن کبھی ٹین سمجھو
بریکٹ کا کھلنا ، علامت بدلنا
یہ ہوتا ہے کیسے؟ ذرا تم یہ سوچو
جہاں منسلک ہوتے ہیں ویری ایبل
جو ان نان قیمت ہے معلوم کرلو
جو لوگارتھم کے ہیں ٹیبل کے اندر
اصول و ضوابط انھیں خوب سمجھو
ریاضی میں مقدار کیسے بدلتی
برابر ، زیادہ ، کبھی کم کو جانو
کبھی فرق نسبت تناسب کا جانو
کبھی اے بی سی کے یہ کلیے بھی کھولو
وہ قیمت ہے منفی جو زیرو سے پیچھے
بڑی ہوتی چھوٹی، اسے خوب سمجھو
سٹیٹک میں ہوتے جو امکان جانو
سمجھ میں نہ آئیں تو ماہر سے پوچھو
بہت بڑھ رہی ہیں ریاضی کی شاخیں
انھیں خوب اپنی ذہانت سے سیکھو
نہیں وقت ضائع کبھی تم نے کرنا
تمھیں دوسروں سے ہے آگے نکلنا

05 جنوری 2026ء

آرٹیفیشل انٹیلیجنس

سنا ہے کہ سوچ وہ لوگوں کے جیسا
نیا اک جہاں وہ بنائے گی کیسا
کرے گی وہ دنیا کو للکار آگے
وہ توڑے گی مندر یا شاید کلیسا
زبانوں پہ اس کو ہے حاصل مہارت
اسے علم حاصل ہے لفظوں کا سارا
ہاں پیروں فقیروں بزرگوں سے بڑھ کر
اسے ہوگا آساں کرامت دکھانا
کرے کام لمحوں سے کم وقت میں ہے
نہ امکان نقصان کا اس میں ہوتا
بتائے گی تم کو کہ کیسے ہے جینا
اسے درد و غم کا ہے احساس رہتا
مٹائے گی چہرے کے وہ داغ دھبے
بنائے گی روشن چمکتی وہ دنیا
وہ تفصیل ذروں کی ایسی کرے گی
کہ انسان نے تب ہے حیران ہونا
وہ سائنس کی روح شاید بدل دے
جو دنیا میں لائے نئی ایک دنیا
زمانے سے ہم نے سنے خوب چرچے
مگر دیکھتے ہیں کرے گی وہ کیا کیا

03 جنوری 2026ء

شاعر مشرق

اب آئے گا نہیں تم سا کوئی بھی اور یہاں
مگر بدلتا ہمیشہ رہے گا دور یہاں
طریق عشق جہاں کو سکھانے کی خاطر
یاں راہ راست جہاں کو سکھانے کی خاطر
سبھی کو دین کی جانب بلانے کی خاطر
دلوں میں جذب محبت بسانے کی خاطر
ملے جو جام ہیں یورپ کے میکدے سے انھیں
ہر ایک ساقی کا پردہ اٹھانے کی خاطر
پتنگے جلتے ہیں کس طرح روشنی کے لیے
یہ درس سارے جہاں کو سکھانے کی خاطر
سیاہ دل ہوئے ہیں اپنے کس سیاہی سے
حقیقی راز سبھی کو بتانے کی خاطر
ہے دور فتنوں کا اس میں اجالوں کی جانب
تھا آپ کو بھیجا گیا لے جانے کی خاطر
کہ رہنمائی کا جن سے حصول ممکن تھا
نظر سے پردہ سبھی کے ہٹانے کی خاطر
اب آئے گا نہیں تم سا کوئی بھی اور یہاں
مگر بدلتا ہمیشہ رہے گا دور یہاں

صورت حال

بہت خوب صورت ہے لگتی یہ دنیا
مشینوں سے روشن چمکتی یہ دنیا
جواں لڑکیاں سب حسیں بھی بہت ہیں
انھی کے بدن سے مہکتی یہ دنیا
برہنہ طوائف ، شرابی نگاہیں
ہوس کی بھی مستی سے سستی یہ دنیا
کھلاڑی یہاں پر بنے قومی ہیرو
انھی کے سہارے پہ چلتی یہ دنیا
ذرا سا جو دیکھے ہیں یورپ کے شیشے
دلوں کی ہمیشہ ترستی یہ دنیا
وزارت صدارت بھی رائے پہ مبنی
حکومت پہ لیکن ہے کڑھتی یہ دنیا
یہاں لوگ اچھا نہیں سوچتے ہیں
شریفوں پہ اکثر برستی یہ دنیا
نہیں جھوٹی قسموں کے دھوکہ میں آنا
یہاں پیٹھ پیچھے ہے ہنستی یہ دنیا
یہاں تیرے جیسے بہت دیکھے عامر
تمھیں کیا خبر کیا سمجھتی یہ دنیا!

19 نومبر 2025ء

اخبارات

تصویر بھی عورت کی برہنہ یہاں اوپر
اور ساتھ میں قرآن بھی لکھا ہے برابر

شہ سُرخیاں فلموں کہ ڈراموں کی ہیں ہوتی
کچھ پاک کہ بھارت کہیں اب چین سے لیکر

گر جیب ہے خالی نہیں بنتا ہے سوالی
ہر مسئلہ طے ہوتا انھیں کچھ ہے لے دے کر

مجرم کو بنا سکتے ہیں ابدال سے اوپر
اسلاف کے اعمال کی بنیاد کے اندر

گرچہ ہوں صدارت کے وزارت کہ تجارت
مرقوم ہیں اب جھوٹ کے کالم یہاں اکثر

کرنا نہیں ان پر یقیں چالاک ہیں ماہر
سچ سے تجھے محروم یہاں رکھتے ہیں دلبر

08 نومبر 2025ء

افرنگی طرزِ عمل

یہود و نصاریٰ کے طرز عمل سے
یہ فتنے قیامت کو برپا کریں گے
جو دجال اعظم نے دنیا سجائی
اسے اس کے ساتھی سجایا کریں گے
برہنہ رہیں گے سر عام اکثر
عیاشی فحاشی بڑھایا کریں گے
انھی کے معلم انھی کے مدرس
انھی کی کتابیں پڑھایا کریں گے
کبھی تم سے جھوٹے یہ وعدے کریں گے
کبھی قسم کھا کر بلایا کریں گے
یہ نورانی چہرے جہالت کے پیکر
یہ حق بات تم سے چھپایا کریں گے
یہ "ضالین" انساں ، یہ "مغضوب" قومیں
جہنم میں تم کو لے جایا کریں گے

13 مئی 2024ء

سیکولر عالم

ذرا سا تبسم تھا چہرے پہ اس کے
عمامہ سجائے تھے ٹی وی پہ آئے
ندامت نہ خوف و خطر دل میں لائے
وہ اپنے مریدوں سے فرمائے ایسے
کبھی دل جو بے چین ہوتا ہمارا
وہی ہے شرابوں سے مسرور کرتا
یہ بارود جس کی تھی ہم کو ضرورت
اسی کے توسل سے حاصل ہوا ہے
وہ دن کو بھی جاگے نہ راتوں کو سوئے
جو خوابوں میں آ کر ہوس ہے بجھاتا
کبھی بھی نہ چھوڑا ہے تنہا کسی کو
سبھی کو ہے دیتا وہ سامان عشرت
وہی دیتا شہرت وہی دیتا راحت
ہمارا تمھارا وہ سب کا ہے آقا
فقیہ العصر کی یہی ہے شریعت
کا فتویٰ کہ شیطان کو مان لیں سب
مرے علم سے اب یہی ہے ہدایت

03 اپریل 2023ء

اٹامک انرجی

یہ آئن یا چارج سے ہوتی ہے خارج
تباہی مچاتی اٹامک انرجی
بظاہر یہ مجرم نہ قاتل نہ ظالم
مگر ظلم ڈھاتی اٹامک انرجی
یہ مثبت کو مثبت سے ملنے نہ دے گی
ری پلشن بڑھاتی اٹامک انرجی
یہ درجہ حرارت میں ہے سب سے بڑھ کر
سبھی کو جلاتی اٹامک انرجی
ڈبل بونڈ بننے پہ کرتی ہے غصہ
ری ایکشن دکھاتی اٹامک انرجی
سٹیبل ہے ہوتی جو رشتوں کو توڑے
سبھی کو ستاتی اٹامک انرجی
یہ ایٹم کی پکچر کے اوپر وضاحت
ہے جس کا بتاتی اٹامک انرجی
ہمیشہ یہ شکلیں ہے اپنی بدلتی
مگر صفت ذاتی اٹامک انرجی

12 اکتوبر 2023ء

نارسائی

زمانے کی دلدل میں انساں یا شیطاں
نبھانے کو اپنا ہے کردار آیا
ہیں نار جہنم کے قائل ہی دونوں
مگر ایک مدت سے بدلے نہیں ہیں
تکبر ترنم حلاوت میں ڈوبا
ہے گستاخ بندہ یا گستاخ شیطاں؟
تھی کس کی عبادت اطاعت زیادہ
یا سجدوں میں گرنا یا مشغول رہنا
اسے ایسا دشمن بنایا تھا کس نے؟
یا آدم کو سجدہ کرایا تھا کس نے؟
یہ حکمت کی باتیں سکھائی تھی کس نے؟
فلک سے زمیں پر وہ لایا تھا کس نے؟
یاں کس نے خدائی کا دعویٰ کیا ہے؟
یا محبوب تیرا ستایا تھا کس نے؟
یہ جنت کے وعدوں کا حق دار کیسے؟
اسے نا رسائی ہے جنت سے کیوں کر؟

03 مارچ 2024ء

دعا

ترے در پہ آیا گناہوں کا پتلا
ندامت سے سرشار دل اپنا لایا
ہے آیا کہ سجدے میں گر کر منائے
نگاہوں میں اپنی یہ آنسو بھی لائے
رکوع و سجود و ادب کا سلیقہ
نہیں اس کو آتا دعا کا طریقہ
غرور و تکبر اسی میں تدبر
بنایا ہے جس نے اسے سب سے بدتر
یہ شرم و حیا کی بھی دولت سے خالی
اسے لوگ نفرت سے کہتے ہیں غالی
یہ بدکار بندہ ہوس کا پجاری
جو وحشی درندہ ہے خونی شکاری
اے سلطان اعظم! تو عرش بریں پر
ذرا کرم فرما دے اہل زمیں پر

10 جون 2024ء

یارب

نہ گھر بار اپنا نہ غم خوار اپنا
فقط اپنی آہیں فقط درد اپنا
یہ بھائی تھے اپنے ہیں جن کی یہ لاشیں
سلاخوں کے اوپر جو لٹکی ہوئی ہیں
درندوں کے بارود سے اپنی لاشوں
کے جسموں کے اوپر بھی کپڑا نہیں ہے
ہمیں بھوک شب بھر ستاتی ہے رہتی
کبھی چین دل کو بھی ملتا نہیں ہے
کوئی دن ہے جاتا کہ پیغام آتا
یہی شام اپنی کہیں آخری ہے
نگاہیں جھکی ہیں ، ہیں دل اپنے زخمی
گھرے چار سو ہیں ترے روبرو ہیں
یہ مظلوم بچے ہیں فریاد کرتے
کرم ہم پہ اپنا بھی فرما دے یارب

22 جون 2022ء

سہولت

تھا چاقو یا خنجر یا تلوار پہلے
جو جنگوں میں شامل سپاہی تھے کرتے
مگر دور بدلا تو ہتھیار بدلے
یاں جنگوں کے سارے ہیں انداز بدلے
سبھی توپ خانے کھلے ہیں یہاں پر
کہ جن کا نشانہ ہے سارے جہاں پر
حکومت مشینوں کی انساں پہ آئی
جو بارودی دولت کی نعمت ہے لائی
دھماکے سنائی ہی دیتے ہیں اکثر
یاں مردے دکھائی ہی دیتے ہیں اکثر
بہادر کراتے تھے اپنی شناخت
تو تلوار کرتی تھی اس کی وضاحت
تڑپتا تھا انساں وہ زخموں سے پہلے
جو کچھ دیر دشمن سے لڑتا تھا پہلے
سبھی پر مشینوں نے کر دی ہے رحمت
یاں مرنے کی اب تو ہے کتنی سہولت!!

09 اپریل 2024ء

کاذب

میٹھے پیارے لہجے میں ابلیس کو سننا پڑا
پھر منافق کی مجھے چالوں سے بھی بچنا پڑا
نیک نامی اس کی شہرت دیکھ کر حیرت ہوئی
جو امام و پیشوا بن کر تھا سب کو لوٹتا
مجھ کو دولت سے نہ مطلب اپنی شہرت سے غرض
روبرو آنسو بہا کر یہ تھا کہتا با خدا
ہر جگہ پر وہ عبادت اور ریاضت میں رہے
اس مجدد کے مکر کو کون یاں پر کھولتا
مثل رہبر بن کے پھرتا مثل تھا ابلیس کا
سادہ دل مسلم کہاں تقلید میں یہ سوچتا
وہ یہودی فتنہ گر تھا جاہلوں کا رہنما
کافروں کا دوست تھا تو کون اس کو روکتا
اس کے رازوں کو بھی عامر فاش تو نے کردیا
پیر بن کر سامنے چینل پہ جو تھا بیٹھتا

10 جنوری 2023ء

گفتگو

اشاروں سے باتیں وہ انساں تھے کرتے
وہ چیزوں کی اکثر علامت بناتے
وہ انساں زباں کونسی بولتے تھے
نہیں علم ہم کو وہ کیا تھے سکھاتے
نہ اعداد گنتی کے موجود تھے تب
حسابوں کو ہاتھوں کے پوروں سے کرتے
پکاریں پرندوں کی آواز جیسے
وہ کیا گیت نغمے کبھی ہوں گے گاتے
زمانے جو بدلے تو انساں نے سیکھے
یہ لفظوں کے اشکال، جو اب بناتے
زبانوں کی تخلیق ہونے لگی تھی
جبھی ساتھ موتی پرونے لگی تھی
ہے نعمت جو لفظوں کی انساں نے پائی
تو سیکھی اسی سے ہے ساری خدائی
یاں دیگر کتب میں بہت جستجو ہے
مگر پہلا مقصد، فقط گفتگو ہے

08 دسمبر 2025ء

شیشہ گری

آیا یہاں عالم میں تو آرام نہ پایا
ان کانچ کے ٹکڑوں نے مجھے خوب بھگایا

اکثر یہاں اب حسن سے اکتا رہا ہوں میں
ہوتی مجھے افسردگی جو خواب سنایا

ذہنی سکوں حاصل نہیں، یہ حال ہوا ہے
کیوں کھیل تماشے میں یہاں وقت گنوایا؟

مقصد مری کیا زندگی کا شیشہ گری ہے؟
دل سے یہی تھا پوچھنا، ہوں سوچ جو پایا

03 دسمبر 2025ء

خود غرض معترض

انھیں ہم بلاتے ہیں قرآں کی جانب
ہمیں وہ بلاتے ہیں شیطاں کی جانب
یاں رائے الگ سے وہ دی ٹتے ہیں اپنی
گناہوں کو سمجھیں یہ جاہل ہیں نیکی
ہیں ظاہر میں بنتے وہ عاشق مجازی
جنھیں کچھ نہ حاصل ہے خود آشنائی
غم عاشقی میں وہ ڈوبے ہوئے ہیں
چھپے ان کے چہرے بھی دیکھے ہوئے ہیں
وہ ظاہر تو خود کو مفکر ہیں کرتے
خیالوں سے قوموں کو بدتر ہیں کرتے
نہیں آج تک وہ حقیقت کہ سے واقف
محبت مروت شریعت سے واقف
نہیں پاک جن کی یہاں پر ہے نیت
ہمی سے وہ کرتے ہمیشہ عداوت
یہاں لوگ دیکھے بہت خود غرض ہیں
جو ہم پر ہمیشہ ہوئے معترض ہیں

14 دسمبر 2025ء

صحرا اور سیاحت

گمنام ہیں رستے کوئی پہچان نہیں ہے
سنسان ہیں رستے کوئی انسان نہیں ہے
خوراک کی پانی کی ہے ہر چیز کی قلت
اور دھوپ سے گرمی ہے، بڑھے درجہ حرارت
موجود جو پانی کے مرے پاس ہیں قطرے
انگاروں کی وہ مثل مرے حلق پہ گرتے
ہیں سانپ یا بچھو سبھی زہریلے یہاں پر
اکثر ملے ہیں خار بھی نوکیلے یہاں پر
دل سوچتا مل جائے کہیں چلتا مسافر
اور خوف لٹیروں کا یہاں رہتا برابر
سنسان علاقہ یہی سنسان ہے خطہ
ہر وقت ہے رہتا یہاں طوفان کا خطرہ
حاصل نہیں آرام بہت سرد ہیں راتیں
آگے یہاں سے بڑھنا نہیں کرنی ہیں باتیں
لیکن یہاں قدرت نے بکھیرے ہیں نگینے
شب بھر رہیں روشن ہیں بہت خوب ستارے
جیسا بھی ہو عالم رہے جیسا یہاں موسم
کرنی ہے سیاحت یہی ہے عزم مصمم

26 نومبر 2025ء

عیدپر

سب پرندے ننھے چہچہائے عید پر
پیڑ پودے پھول سارے لہلہائے عید پر
تحفے بچّوں نے ہیں سارے اپنے پائے عید پر
اور کھلونے ان کے والد سارے لائے عید پر
چھوٹی آپی نے ہیں پہنی خوبصورت چوڑیاں
اور بڑی نے ہیں گلابی کپڑے پائے عید پر
نانا ، نانی ، خالہ ، ماموں، ساتھ میں اولاد بھی
بن کہ گھر مہمان سارے پیارے آئے عید پر
پڑھ کہ فارغ ہو گئے جب عید کی ہم سب نماز
مختلف پھر ہم نے عمدہ، کھانے کھائے عید پر
گھر سے نکلے اور چلے ہم شہر کی پھر سیر کو
رہ میں چلتے گیت نغمے ، گنگنائے عید پر
جو مسافر بھی ملا ہم نے کہا اس کو سلام
اور گلے سے مل کہ ان کے مسکرائے عید پر
ہم خوشی سے کہہ رہے، سب کو مبارک عید کی
ان کو بھی جو رہتے ہم سے ہیں پرائے عید پر

اسے بھول جا

کوئی چہرہ دیکھ گلاب سا، کوئی کر گمان شراب کا
جو تھا پارسا سے ہاں دل لگا، اسے بھول جا اسے بھول جا
وہ تھی شبنمی سی جو چاندنی، جو تھی مسکرائی، نہ پھر ملے
یہی چاند رات پہ کر دعا، اسے بھول جا، اسے بھول جا
کوئی دوش دے نہ رقیب پر، نہیں خود کو چھوڑ نصیب پر
کبھی کر چکا ہے جو تو خطا، اسے بھول جا، اسے بھول جا
سبھی دور دل کی خراش کر، کسی ہمسفر کو تلاش کر
اسے مل جو در پہ ہے آگیا، اسے بھول جا اسے بھول جا
کوئی فکر کر یہاں آج کی، نہیں ہاتھ آئے گا پھر کبھی
ترا کل تو کل ہی گزر گیا، اسے بھول جا، اسے بھول جا
تجھے زخم گہرے جو دے گیا، نہیں ساتھ پل بھی جو دو چلا
نہیں رکھتا تجھ سے جو واسطہ، اسے بھول جا، اسے بھول جا
یہ خزاں بہار کا زندگی میں تو چلتا رہتا ہے ہیر پھیر
جو تھا مشکلات کا سامنا، اسے بھول جا اسے بھول جا
تجھے چھوڑ کر جو چلا گیا، نہیں عید پر بھی وہ آ ملا
نہیں تجھ سے ہوتا ہے آشنا، اسے بھول جا، اسے بھول جا

21 مارچ 2026ء

تمھیں!

تجھے چاندنی کے شباب سے ملی نور کی ہے وہ روشنی
تو نے حسن پایا ہے حور کا، نہیں ذات میں کوئی ہے کمی
تری زلف کے سبھی پیچ و خم پہ خمار آیا ہے آفریں
کھلے اس جہان میں پھول تب، تو جو مسکرائی یا پھر ہنسی
ترے نغمے گاتی ہیں کوئلیں کریں ساتھ میں وہ سلام ہیں
ترے لب گلاب کی پنکھڑی جسے تتلیاں سبھی چومتی
جسے دیکھ لے ذرا پیار سے تو نگاہ سرمگیں میں کبھی
اسے عمر بھر تری دید کے رہے ایسے لمحے سے دل لگی
رہے بے خبر ترے روپ سے تری ذات ایسی ہے منفرد
تو ہے بادلوں کہیں ساحلوں کہ سمندروں کی ہے تشنگی
تری آنکھ دیتی غرور میں ہے شراب کو بھی شکست فاش
تری ہر ادا سے جو کاتبین ہیں نور کے انھیں آشتی

سائرہ عثمان

آپ میری جان ہیں
دل کی بھی مہمان ہیں
چاند کی ہیں چاندنی
آسماں کی شان ہیں
ایک خوشبو آپ ہیں
پھول کی مسکان ہیں
آپ اپنی ہیں مثال
آپ ہی پہچان ہیں
حور جیسی لگتی ہیں
آپ وہ انسان ہیں
کرتی سب کو ہیں مذاق
تھوڑی سی شیطان ہیں
دل ربا تحریر کا
آپ ہی عنوان ہیں
لڑکیوں میں خوب رو
سائرہ عثمان ہیں

قائد اعظم

وہ شام مبارک تھی یا وہ صبح نرالی
جس روز وہ دنیا میں یہاں آئے کراچی
وہ ماہ دسمبر میں ہوئے پیدا یہاں پر
ارباب بصیرت تھے وہ اک بینا یہاں پر
وہ شیعہ حقیقی تھے حقیقی وہ تھے مسلم
جو عزم مصمم پہ ہمیشہ رہے قائم
گوکال کے اسکول میں تعلیم کی حاصل
کیتون جاں اسکول میں تعلیم کی حاصل
اسلام کے مکتب میں ہوئے سندھ میں داخل
اور ممبئ کے جامعہ اسکول میں داخل
لندن میں وہ تعلیم کی خاطر گئے لنکن
کاٹن سے واں ملبوس ، چھپایا نہیں باطن
سر پر وہ ہمیشہ وہاں رکھتے رہے ٹوپی
نیت رہی ہے صاف سو عادت نہیں چھوڑی
تب عمر فقط بیس کی ، اپنائی وکالت
جس سے ہوئی حاصل انھیں ہاں خوب ہے شہرت
حاصل ہوئی شرکت ہوئی آغاز سیاست

آغاز میں اپنائی وہاں ہندو جماعت
پہلے تو سمجھتے تھے کہ بیرونی ثقافت
بہتر ہے وہ صنعت میں حقیقت میں سہولت
وہ لیگ جو مسلم نے بنائی یہاں دیکھی
حقدار کو حق دینے کی ترکیب ہے سوجھی
انداز تھا پرجوش بہت تیز تھا لہجہ
تکمیل بہت خوب تھی ذی رُعب تھا چہرہ
جب گاندھی نے کی یاں خلافت پہ سیاست
سمجھے! اسے جذباتی حماقت یا شرارت
وہ چاہتے مسلم کے مسائل کا کوئی حل
لیکن نہیں ہوتا کوئی اس بات کا قائل
مایوس ہوئے ، رہنے لگے ، بعد میں لندن
آرام سے گزرے وہاں پر اچھے کوئی دن
واپس انھیں اقبال یہاں خط سے ہیں لائے
تشریف وہ لائے یہاں ، مسلم کو بچائے
کرنے لگے تحریک کی پھر خوب قیادت
کرنے لگے پھر لیگ کی وہ خوب صدارت
اب چاہتے حاصل ہو یاں مسلم کو ریاست

کوشش میں تدبر تھاہاں شامل تھی بصیرت
قائل ہوئے اقوام، دو آباد یہاں پر
جو ساتھ میں رہنے سے ہوں برباد یہاں پر
ان کی کرو تقسیم یہ تجویز تھی ان کی
مسلم کی حمایت کو واں دہلیز تھی ان کی
مسلم وہاں کرنے لگے پھر ان کا تعاون
بننے لگے لیڈر وہاں پھر ان کے معاون
آغاز میں تو جیت نہ حاصل ہوئی ان کو
محسوس ہوئی ساتھ میں تب سختی بھی تن کو
مضبوط تھی بنیاد ، تھا مضبوط بھروسہ
اقوام نے دیکھا انھیں جب نکلا نتیجہ
حاصل ہوا گلشن کا ہے انعام مبارک
اور ساتھ منانے کو بھی اک یوم مبارک
کیا خوب محمد علی تھا نام مبارک
حاصل انھیں جنت میں ہو آرام مبارک

ابھی تو میں جواں ہوں

زمین آسمان ہوں
میں حسن کی بھی جان ہوں
کمال ہی کمال ہوں
میں چاند بے مثال ہوں
"ابھی تو میں جوان ہوں
ابھی تو میں جوان ہوں"

نہ اپنی بات یوں بڑھا
نہ چہرہ اپنا یوں چھپا
وہ لب مرے تو پاس لا
میں چوم لوں اسے ذرا
"ابھی تو میں جوان ہوں
ابھی تو میں جوان ہوں"

سنی نہیں کہانیاں؟
ہیں شوخ میری مستیاں
یہاں پہ رہتی روبرو
چمن کی سب ہیں تتلیاں
"ابھی تو میں جوان ہوں
ابھی تو میں جوان ہوں"

ملے کبھی وہ رات کو
یا تین پانچ سات کو
لبوں سے بہتا دیکھ لوں
کبھی تو میں فرات کو
"ابھی تو میں جوان ہوں
ابھی تو میں جوان ہوں"
ہیں دیس کی جو وادیاں
ہیں سب مری نشانیاں
نہیں یقین گر تمھیں
تو دیکھ لو پہاڑیاں
"ابھی تو میں جوان ہوں
ابھی تو میں جوان ہوں"
بدن پہ بھی نکھار ہے
کہ پھول میں شمار ہے
جوانی کا خمار ہے
ہاں تو ہی در کنار ہے
"ابھی تو میں جوان ہوں
ابھی تو میں جوان ہوں"

نگاہ میں شراب ہے
ہاں چہرہ بھی گلاب ہے
نظر اٹھا کہ دیکھ تو
ہاں ساتھ بے نقاب ہے
"ابھی تو میں جوان ہوں
ابھی تو میں جوان ہوں"
ثواب کا ہاں کام کر
وہ جام میرے نام کر
ملے نہیں یہاں کبھی
وہ شام میرے نام کر
"ابھی تو میں جوان ہوں
ابھی تو میں جوان ہوں"
میں گیت کا ستار ہوں
یا آگ کا شرار ہوں
میں پھول کا حصار ہوں
یا موسم بہار ہوں
"ابھی تو میں جوان ہوں
ابھی تو میں جوان ہوں"

ملی مجھے سخن سخن
رقیب کو جلن جلن
گلے لگے بدن بدن
ملے یہاں چمن چمن
"ابھی تو میں جوان ہوں
ابھی تو میں جوان ہوں"
کبھی کبھی سکون ہوں
جنون ہوں جنون ہوں
کبھی کبھی سفر ملے
میں پھر نگر نگر چلوں
"ابھی تو میں جوان ہوں
ابھی تو میں جوان ہوں"
میں خضر کی حیات ہوں
میں روح کی نجات ہوں
کبھی ہوں دن کی روشنی
کبھی کبھی میں رات ہوں
"ابھی تو میں جوان ہوں
ابھی تو میں جوان ہوں"

دلوں میں، میں مکین ہوں
شباب آفرین ہوں
ہے شوخ میری ذات بھی
حسین ہوں حسین ہوں
"ابھی تو میں جوان ہوں
ابھی تو میں جوان ہوں"
شراب کا سرور ہوں
میں حسن کا غرور ہوں
ہوں نور کی جھلک یہاں
یا آنکھ کا قصور ہوں
"ابھی تو میں جوان ہوں
ابھی تو میں جوان ہوں"
حروف میرے نام ہیں
وہ خاص سب مقام ہیں
الف، رے ، عین ، میم ہیں
ثے ، قاف ، نون ، لام ہیں
"ابھی تو میں جوان ہوں
ابھی تو میں جوان ہوں"

ہم جماعت

محمد سلیم:

تم کرادو یار میری اب کسی سے دوستی
خوبصورت ایک لڑکا اور بہت ہوں محنتی
بس یہ ڈگری کے مکمل ہونے پر پھر کام ہے
میں بنوں گا اک معلم یا کوئی پھر آڑھتی
کچھ مسائل سے یہاں پر مانتا دوچار ہوں
میں بھروسہ رکھتا خود پر ہاں ملے گی نوکری
مجھ سے پوچھو کتنی لمبی سردیوں کی رات ہے
کاش ایسی لڑکی ملتی جو لبوں کو چومتی

رضوان غفور:

شادی کرکے فکر رہتی بیوی بچوں کی مجھے
کیسے گھر کا حال اپنا میں بتاؤں اب تجھے
مجھ کو لگتے خوب مشکل سارے رگڑائی کے کام
بات پیسوں کے سوا اب بیوی میری کیوں سنے؟

علی رضا:

میں ہوں رہتا کام پر دو چار ہوں حالات سے
کچھ نہیں ہے واسطہ بارات کی اس بات سے

عمارہ سلیمان:
نامکمل ڈگری اب تک ، شادی سے کیا فائدہ
پاک بھارت میں نہیں شادی کا کوئی قاعدہ
نشاء سعید:
خوب چھوٹا قد ہے میرا جو کرے نقصان ہے
جو جماعت میں مری بس خاص اک پہچان ہے
زوبیہ شفیق:
ہوتی اکثر آن لائن فیس بُک ٹک ٹاک پر
ساتھ رکھتی ہوں یہاں کیمسٹری کو ناک پر
طیّبہ محمد علی:
مجھ کو لکھنے پڑھنے کا بچپن سے اب تک شوق ہے
ساتھ اچھے نمبروں کا پیپروں میں ذوق ہے
ایمان ذوالفقار:
میں پڑھائی کے لیے کرتی ہوں لمبا اک سفر
اس لیے کالج سے رہتی میں نہیں ہوں باخبر
عائشہ خالد:
موٹی تازی ایک لڑکی اور بہت ہوں محنتی
لیک اکثر گھر کے بارے رہتی ہوں میں سوچتی
رضوانہ:
مجھ کو راؤ کہتے لیکن کیا خبر میں کون ہوں
تم سبھی ڈرنے لگو گے گر بتاؤں کون ہوں

اریبہ اعجاز:

میری شادی سے یہاں پہلے سبھی تھے دیکھتے
اور وہ رہتے رات دن تھے میرے بارے سوچتے
نخرے والی خوبصورت کتنی پیاری ہوں مگر
اب نہیں لگتا ہے لیکن وہ مجھے ہیں چاہتے
وہ پری یا حور کہتے کوئی کہتے جنتی
چلتے پھرتے میری باتیں کرتے سوتے جاگتے

سویرا نواز:

سب جماعت سے یہاں بہتر مرا کردار ہے
تیز لیکن بولنے کی میری کچھ رفتار ہے
مانتی ہوں کچھ زیادہ دوسروں سے تیز ہوں
اور ذہانت سے مجھے کچھ بھی نہیں انکار ہے

کنول ذاکر:

سائرہ جو میم ہیں گر چپ رہے بہتر رہے
ساتھ ملتی اب سکالر شپ رہے بہتر رہے
خوب روشن میرا مستقبل رہے بہتر رہے
ساتھ ہوتی اور یہاں گپ شپ رہے بہتر رہے

الشبہ خان:

اک پری ہوں خوبصورت کہتے مجھ کو خان ہیں
آگے پیچھے میرے رہتے در بدر انسان ہیں
چلتی پھرتی اک حسیں گلشن کی تتلی ہوں مگر
ہم جماعت لڑکے لیکن میرے بھائی جان ہیں

لائبہ سعید:

میری نظریں ہیں شرابی چاند جن پر ہے فدا
اک نظر جو پیار سے دیکھے ، نہیں ہوتا جدا
میرے چرچے حسن کے ہوتے یہاں پر جا بجا
مرتا مجھ پر لازمی ہے جو بھی ہوتا آشنا

ارم شوکت:

درد کرتی رہتی اکثر میری نازک سی کمر
رکھتی چہرے پر تبسم دیکھے گر کوئی ادھر
میری نظروں میں محبت کی ہیں لہریں جھومتی
ان میں اکثر ڈوب جاتا دیکھتا جو ہے ادھر
چہرہ میرا چاند جیسا اور حسیں رخسار ہیں
ہم جماعت لڑکیوں میں سب سے ہوں میں بااثر

عامر ثقلین:

ایسا لگتا لڑکیوں کو ان کے بارے سوچتا
چھپ کہ باتیں سنتا رہتا یا انھیں ہوں دیکھتا
اچھا لڑکا کچھ کہیں ، اکثر مگر مجھ کو برا
وہ ہیں کہتی آتا جاتا ہم کو اکثر چھیڑتا
مجھ سے رہتے ہم جماعت خوش کبھی ناراض ہیں
ایسے رشتوں کو ہمیشہ دل مرا ہے چاہتا
ہم جماعت سارے میرے اچھے، خوش اخلاق ہیں
دل سے عزت سب کی کرتا ہوں مقدم جانتا

تضمین

نہ جانے کتنے خط ہیں تجھ کو بھیجے
نہ جانے کب سے ملنے ہم نہ آئے
ملے ہم بعد اک مدت کے ہمدم
"اگر ہوتے ہو تم برہم ابھی سے
تو ہوتے ہیں رخصت ہم ابھی سے"

بہت سے لوگ دیکھے تم سے یاں پر
ملے اخلاق سے جو تم سے بڑھ کر
مگر دل میرا، نہ ان پر بھی آیا
"لگے کیوں تم پہ مرنے ہم ابھی سے
لگایا جی کو اپنے غم ابھی سے"

یہ تیرا آنا جانا ان کے در پر
یوں رہنا منتظر ان کی ہی رہ پر
کبھی بن جائے گا چاہت کی صورت
"دلا ربط اس سے رکھنا کم ابھی سے
جتا دیتے ہیں تجھ کو ہم ابھی سے"

انھی کے میکدے سے غم بھلاتے
نظر سے جام جب ہم کو پلاتے
انھی کے جلوے سے تو ہم ہیں زندہ
"نہیں ہے دیر گر جانے میں ان کے
نہیں اپنے بھی دم میں دم ابھی سے"
نہ جانے میں نے کی کیسی خطا ہے
کسی کی ساتھ میرے نہ دعا ہے
جو مل کر ساتھ رہتے تھے ابھی وہ
"نکلتے ہی دم اٹھواتے ہیں مجھ کو
ہوئے بیزار کیوں ہم دم ابھی سے"
اکیلا اس سے پہلے میں تھا رہتا
کبھی اس غم کبھی اس کو تھا سہتا
تمھی سے آس ہر قائم تھی میری
"تمھارا مجھ کو پاس آبرو تھا
وگرنہ اشک جاتے تھم ابھی سے"
بنے اغیار کے ہیں جب سے دلبر
وہ اکثر رہتے ہیں ان کے ہی در پر
انھی کے چھوڑ جانے کی بناء پر
"مرا جانا مجھے یاروں نے اے ذوق
کہ پھرتے ہیں خوش و خرم ابھی سے"

حصول چمن

وہ کونسی چٹان تھی جس نے کیے قائم
موجود جو پرچم تلے سب ایک ہیں مسلم
منشور یہ قائد کا تھا حاصل اسے کرنا
آغاز تھا! ہندو بنا جس روز تھا مسلم
اقبال تھے ، رحمت علی ، افغانی ، شرر تھے
قائد! کی توجہ وہاں تحریک پہ ہر دم
جب غور سے ویول نے یہاں دیکھے مسائل
منصوبہ بنایا تھا نکالیں گے ابھی حل!
شرکت میں بھی ناکامی ملی شملہ وفد کو
تنقید کی قائد پہ بڑھایا تھا حسد کو
کابینہ مشن نے نیا منصوبہ بنایا
پنجاب تھا سرحد تھا وہاں سندھ دکھایا
پھر بعد میں بیٹن نے واں منصوبہ بنایا
اور ہند کی تقسیم کا منصوبہ بتایا

ہجرت کے مسائل تھے پریشانی کا عالم
اولاد کا احباب کا اموات کا تھا غم
تقسیم کے دوران وہ غارت گری ان کی
واضح ہوا چہرہ ، ہوئی دھوکہ دہی ان کی
قانون کی سونپی گئی جس وقت ضمانت
تقسیم کے دوران کلف نے کی خیانت
اقبال کی خواہش کا یہی خطہ چمن تھا
قائد تری کوشش سے ملا ایسا وطن تھا
وہ ماہ تھا رمضان کا اور آخری عشرہ
حاصل ہوا رحمان کی رحمت سے یہ خطہ

ابلیس

درس ان کو غلامی کا میں نے دیا
آرزوؤں کو بھی دفن میں نے کیا

سود ، رشوت ، جھوٹ ، جوا ، دھوکہ دہی
جال ساری نحوست کے پھیلے ہوئے

جو کہ فتنے کہیں بھی نظر آتے ہیں
جو ترے دل میں پل میں اتر جاتے ہیں

ہر خرابی جو موجود ہے دنیا میں
یہ عنایت جہاں کو مری ہی تو ہے

نعت

خرد سے آگے جسارت کا کام جاری ہے
وجود روح سے خدمت کا کام جاری ہے
وہاں پہ بھیج فرشتہ کوئی تھا طائف میں
کیا بدن کی حفاظت کا کام جاری ہے
کلام غیر بھی لکھتے ہیں لاکھ، مکتب کے
مذید پھر بھی وضاحت کا کام جاری ہے
"نئے سرے سے محبت پہ کام جاری ہے"
ہمیش آپ کی قربت کا کام جاری ہے
خبر نہیں ہمیں غیروں کی لیک دنیا میں
حضور آپ کی رحمت کا کام جاری ہے
درود تجھ پہ فرشتے اتر کہ پڑھتے ہیں
سلام جاری اطاعت کا کام جاری ہے
مقطعات میں پنہاں ہیں راز کی باتیں
الگ سے حرف تلاوت کا کام جاری ہے
وہاں پہ خلد جو مسکن بنے گی امت کا
وہاں پہ آج بھی زینت کا کام جاری ہے

03 جنوری 2026ء

یاد کیوں ہے!

(اے ایمن!)

وہ سادہ سا جوڑا جو پہنا ہوا تھا
تری سادگی کو جو ظاہر تھا کرتا
حنا سے سجا کر وہ ہاتھوں کو رکھنا
ہتھیلی میں پھولوں کو تھامے ہی رکھنا
کبھی سوچ میں لب پہ انگلی کا رکھنا
کبھی مسکراہٹ کو ایسے چھپانا
وہ زلفوں کو چہرے کا پردہ بنانا
یہی تھا تمھارا قرینہ پرانا
گلی سے گزرنا نگاہیں جھکا کر
ہمیشہ سراپا وہ ملبوس رہنا
حیا کا وفا کا تُو چاہت کا پیکر
کبھی تم سا میں نے کسی کو نہ دیکھا
نہ پاؤں میں پائل نہ نظروں میں کاجل
نہ ہاتھوں میں چوڑی یا کنگن کبھی تھا
حقیقت میں چاہت کو تیری ضرورت
سراپا بدن سے یہ ظاہر تھا ہوتا
مجھے یاد کیوں ہے؟ مجھے تم بتا دو
تمھیں یاد کیوں کر نہیں ہے یہ آتا؟

10 جون 2023ء



عامر ثقلین

تلاشِ عکس

ترا عکس مجھ کو اگر آج ملتا
تو عالم میں آکر نہ گمراہ ہوتا

قابل نہیں ہے عامر لیکن ترا بندہ ہے
یا رب اسے بھی چن لے اور اپنی محبت دے